عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۳ | ۴ تا ۱۰/صفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۶/مارچ تا یکم اپریل ۲۰۰۴ء | شمارہ: ۴۴

قیمت [illegible] روپے

اللہ کے ذکر کے فوائد

روشنی کے مینار

مرزا قادیانی کی تعلیمات میں اوّل درجے کا تضاد ہے

مُظفر احمد مُظفر سے ایک انٹرویو

قرآن اور سائنس

Email: editorkn@yahoo.com Website: http://www.khatme-nubuwwat.org http://www.khatm-e-nubuwwat.com

تہتر فرقوں میں سے کون حق پر ہے؟

س:......''موت کا منظر'' اور ''مرنے کے بعد کیا ہوگا؟'' نامی کتاب میں بہ عنوان ''امت محمدیہ یہود ونصاریٰ اور فارس وروم کا اتباع کرے گی'' کی تفصیل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پڑھا' جس میں آپؐ نے فرمایا: ''بلاشبہ بنی اسرائیل کے بہتر (۷۲) مذہبی فرقے ہوگئے تھے اور میری امت کے تہتر (۷۳) مذہبی فرقے ہوں گے جو ایک کے علاوہ سب دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ وہ (جنتی) کون سا ہوگا؟ ارشاد فرمایا: ''(جو اس طریقہ پر ہوگا) جس پر میں اور میرے صحابہؓ ہیں۔'' میرا تعلق مسلک اہل سنت والجماعت سے ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ دورِ حاضر میں کون سا مذہبی فرقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق صحیح ہے؟

ج:......اس سوال کا جواب تو خود اسی حدیث میں موجود ہے یعنی ''ما انا علیہ و اصحابی''۔ پس یہ دیکھ لیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کے طریقہ پر کون ہے؟

۷۲ ناری فرقوں کے نیک اعمال کا انجام

س: کئی علماً سے سنا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: قیامت تک مسلمانوں کے تہتر فرقے ہوں گے' جن میں سے صرف ایک فرقہ جنت میں داخل ہوگا' جبکہ باقی فرقے دوزخ میں داخل ہوں گے' تو اس حدیث کے متعلق مسئلہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اب جبکہ نہ صرف پاکستان میں بلکہ دنیا کے تقریباً ہر ملک میں مسلمانوں کے کئی فرقے بن گئے ہیں اور نہ جانے اور کتنے فرقے ابھی بنیں گے تو کیا ان سب فرقوں میں سے صرف ایک فرقہ جنت میں داخل ہوگا؟ نیز اس ایک فرقے کے علاوہ دیگر فرقے جو نیک کام کرتے ہیں کیا ان فرقوں سے تعلق رکھنے والوں کو ان کے نیک کاموں کا اجر ملے گا؟ اگر ایک کے علاوہ باقی سب فرقے دوزخ میں جائیں گے تو وہ دوزخ سے کبھی نکل بھی سکیں گے یا نہیں؟

ج:......آپ نے جو حدیث نقل کی ہے وہ صحیح ہے اور متعدد صحابہ کرامؓ سے مروی ہے' اس حدیث کا مطلب سمجھنے کے لئے چند امور کا ذہن میں رکھنا ضروری ہے:

اول:......جس طرح آدمی غلط اعمال (زنا' چوری وغیرہ) کی وجہ سے دوزخ کا مستحق بنتا ہے' اسی طرح غلط عقائد ونظریات کی وجہ سے دوزخ کا مستحق بھی بنتا ہے۔ اس حدیث میں ایک فرقہ ناجیہ کا ذکر ہے جو صحیح عقائد ونظریات کی وجہ سے جنت کا مستحق ہے اور ۷۲ دوزخی فرقوں کا ذکر ہے' جو غلط عقائد و نظریات رکھنے کی وجہ سے دوزخ کے مستحق ہوں گے۔

دوم:......کفر وشرک کی سزا تو دائمی جہنم ہے' کافر ومشرک کی بخشش نہیں ہوگی' اور کفر وشرک سے کم درجے کے جتنے گناہ ہیں' خواہ ان کا تعلق عقیدہ ونظریہ سے ہو یا اعمال سے' ان کی سزا دائمی جہنم نہیں بلکہ کسی نہ کسی وقت ان کی بخشش ہوجائے گی' خواہ اللہ تعالیٰ محض اپنی رحمت سے یا کسی کی شفاعت سے بغیر سزا کے انہیں معاف فرمادیں' یا کچھ سزا بھگتنے کے بعد ان کی معافی ہوجائے۔

سوم:......غلط نظریات وعقائد کو بدعات واہواء کہا جاتا ہے' اور ان کی دو قسمیں ہیں' بعض تو حد کفر کو پہنچتی ہیں۔ جو لوگ ایسی بدعات کفریہ میں مبتلا ہوں وہ تو کفار کے زمرہ میں شامل ہیں' اور بخشش سے محروم' اور بعض بدعات حد کفر کو نہیں پہنچتیں' جو لوگ اس دوسری قسم کی بدعات میں مبتلا ہوں وہ گناہ گار مسلمان ہیں' اور ان کا حکم وہی ہے جو گناہ گاروں کے بارے میں ذکر کیا گیا کہ ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے' خواہ اپنی رحمت سے یا کسی کی شفاعت سے بغیر سزا کے انہیں معاف فرمادیں یا سزا کے بعد ان کی بخشش ہوجائے۔

ان تینوں مقدمات کو سامنے رکھتے ہوئے ان ۷۲ فرقوں میں سے ہر ایک کے ناری ہونے کا مطلب یہ ہوگا کہ جو فرقے بدعات کفریہ میں مبتلا ہوں ان کے لئے دائمی جہنم ہے' اور ان کا کوئی نیک عمل مقبول نہیں' اور جو فرقے ایسی بدعات میں مبتلا ہوں گے جو کفر تو نہیں مگر فسق اور گناہ ہیں' ان کے نیک اعمال پر ان کو اجر بھی ملے گا' اور فرقہ ناجیہ کے جو افراد عملی گناہوں میں مبتلا ہوں گے' ان کے ساتھ ان کے اعمال کے مطابق معاملہ ہوگا' خواہ شروع ہی سے رحمت کا معاملہ ہو یا بدعملیوں کی سزا کے بعد رہائی ہوجائے۔

مسلمان اور کمیونسٹ

س:......ایک صاحب نے کچھ عرصہ قبل ایک اخبار میں لکھا تھا کہ خدانخواستہ ایک مسلمان' کمیونسٹ بھی ہوسکتا ہے؟ مجھے یہ پڑھ کر بہت دکھ ہوا۔ میرا عقیدہ یہ ہے کہ دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور کمیونزم اسلام سے الگ عقیدہ اور ضابطہ حیات ہے' اور کمیونزم کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔ آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ آپ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مطلع فرمائیں کہ آیا کوئی شخص بیک وقت مسلمان اور کمیونسٹ ہوسکتا ہے یا نہیں؟

ج:......مجھے آپ کی رائے سے اتفاق ہے کہ اسلام اور کمیونزم دو الگ الگ نظام ہیں' اس لئے کوئی مسلمان' کمیونسٹ نہیں ہوسکتا اور نہ کوئی کمیونسٹ' مسلمان رہ سکتا ہے۔

ختمِ نبوت

جلد:۲۳ شمارہ:۴۴ ۴ تا ۱۰/صفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۶/مارچ تا یکم اپریل ۲۰۰۴ء

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

سرپرست اعلیٰ
خواجہ خان محمد زید مجدہٗ

سرپرست
حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

مدیر اعلیٰ
اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

مجلس ادارت
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلالپوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد وسیم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ	4
قرآن اور سائنس (محمد اقبال قریشی)	6
اللہ کے ذکر کے فوائد (شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی)	9
مرزا قادیانی کی تعلیمات میں تضاد (مظفر احمد مظفر)	12
روشنی کے مینار (مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی)	18
بزرگوں کی باتیں (مولانا منظور احمد الحسینی)	22
قاضی عبداللطیف اخترؒ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)	25

زرتعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۴۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۳۵ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۳۰ امریکی ڈالر
زرتعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 الائیڈ بینک اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک حضوری باغ برانچ ملتان / کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۸۳۴۸۶ ـ ۵۱۴۱۲۲، فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرزائیت کی تمام مطبوعات پر پابندی عائد کی جائے

کچھ عرصے سے پاکستان میں حکومت کی جانب سے توہین آمیز مواد پر مشتمل کتب پر پابندی عائد کرنے اور انہیں ضبط کرنے کی مہم چل رہی ہے۔ اس سلسلے میں متعدد اقدامات بھی اٹھائے گئے اور بعض کتب پر پابندی/ضبطگی کے حوالے سے خبریں بھی اخبارات میں شائع ہوئیں۔ لیکن یہ تمام اقدامات ناقص اور ناکافی محسوس ہوتے ہیں۔ پاکستان میں ہنوز انبیائے کرام کے خلاف توہین آمیز مواد پر مشتمل کتب موجود ہیں۔ اسی طرح توہین رسالت پر مبنی پمفلٹ اور کتابچے مختلف تنظیموں اور مذہبی گروپوں کی جانب سے شائع کرا کر تقسیم کیے جا رہے ہیں لیکن تاحال حکومت ان کی روک تھام کے سلسلے میں کوئی خاطر خواہ اقدام میں ناکام رہی ہے۔ قادیانی جماعت کے شائع کردہ لٹریچر ہی کو دیکھ لیجیے۔ یہ تمام کا تمام لٹریچر توہین رسالت بالخصوص حضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیگر تمام انبیاء کرام اور صحابہ کرامؓ کی توہین پر مبنی ہے لیکن حکومت اب تک اس کی تقسیم کو روکنے میں عملاً ناکام ثابت ہوئی ہے۔ قادیانی جماعت کے لٹریچر کے بعض انتہائی متنازعہ حصے یہاں نقل کفر کفر نہ باشد کے طور پر نقل کیے جاتے ہیں۔

☆...... ”آوا ابن خدا تیرے اندر اتر آیا۔ (تذکرہ)

☆...... ”مسیح علیہ السلام کا چال چلن کیا تھا ایک کھاؤ پیو، نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار، متکبر خود بین خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔“ (مکتوبات احمدیہ جلد ۳ صفحہ ۲۱ تا ۲۴)

☆...... ”خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔“

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۷ خزائن ص: ۵۷۵ ج ۲۲ از مرزا قادیانی)

☆...... ”پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا غلام احمد قادیانی) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا۔“ (براہین احمدیہ ج ۵ ص ۹۹ خزائن ص ۹۹ ج ۲۱ از مرزا غلام احمد قادیانی)

☆...... ”اور یہ جو فرمایا کہ: ”واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی“ یہ قرآن شریف کی آیت ہے اور اس مقام میں اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ ابراہیم (مرزا غلام احمد قادیانی) جو بھیجا گیا تم اپنی عبادتوں اور عقیدوں کو اس کی طرز پر بجا لاؤ اور ہر ایک امر میں اس کے نمونہ پر اپنے تئیں بناؤ۔“ (اربعین نمبر ۳ ص ۳۸ خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۰/۴۲۱ از مرزا غلام احمد قادیانی)

☆...... ”پس اب کیا یہ پرلے درجہ کی بے غیرتی نہیں کہ جہاں ہم: ”لا نفرق بین احد من رسلہ“ میں داؤد اور سلیمان، زکریا اور یحییٰ علیہم السلام کو شامل کرتے ہیں وہاں مسیح موعود جیسے عظیم الشان نبی کو چھوڑ دیا جاوے۔“ (کلمۃ الفصل ص ۱۱۷ مؤلفہ مرزا بشیر احمد مندرجہ ریویو آف ریلیجنز قادیان مارچ/اپریل ۱۹۱۵ء)

☆...... ”خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحٰق ہوں، میں اسمٰعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں مظہر اتم ہوں۔ یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔“ (حقیقت الوحی حاشیہ ص ۷۳ خزائن ص ۷۶ ج ۲۲ از مرزا قادیانی)

☆...... ”جیسا کہ ابوہریرہؓ جو غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا۔“ (اعجاز احمدی ص ۱۸، خزائن ص ۱۲۷ ج ۱۹ از مرزا غلام احمد قادیانی)

☆...... ”میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکرؓ کے درجہ پر ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکرؓ کیا، وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات ص ۲۷۸ ج ۳)

☆...... ”ابوبکر و عمر کیا تھے؟ وہ تو حضرت غلام احمد (قادیانی) کی جوتیوں کے تسمے کھولنے کے بھی لائق نہ تھے۔“

(ماہنامہ المہدی بابت جنوری/فروری ۱۹۱۵ء ۲، ۳ ص ۵۷ احمدیہ انجمن لاہور)

☆...... ”جو شخص قرآن شریف پر ایمان لاتا ہے اس کو چاہیے کہ ابوہریرہؓ کے قول کو ایک ردی متاع کی طرح پھینک دے۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۴۱۰ ج ۵ خزائن ص ۴۱۰ ج ۲۱ مرزا قادیانی)

☆...... ”بعض کم تدبر کرنے والے صحابی جن کی درایت اچھی نہیں تھی (جیسے ابوہریرہ)۔“ (حقیقت الوحی ص ۳۴ خزائن ص ۳۶ ج ۲۲ از مرزا غلام احمد قادیانی)

☆......"ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے؟ اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی کیا ضرورت تھی؟ مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے اسی لئے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہ کو بروزی طور پر دوبارہ دنیا میں مبعوث کر کے آپ (مرزا) پر قرآن شریف اتارا جاوے۔" (کلمۃ الفصل ص ۱۷۳ از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

☆......"قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔" (تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۶۳۵ طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

☆......"میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔" (حقیقۃ الوحی ص ۲۲۰ خزائن ص ۲۲۰ ج ۲۲ از مرزا غلام احمد قادیانی)

☆......"تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔"

(اعجاز احمدی ص ۳۰ خزائن ص ۱۴۰ ج ۱۹ از مرزا قادیانی)

☆......"پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو اب نئی خلافت لو ایک زندہ علی (مرزا) تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی (حضرت علیؓ) کی تلاش کرتے ہو۔"

(ملفوظات ص ۱۴۲ ج ۲ از مرزا غلام احمد قادیانی)

☆......"اور انہوں نے کہا کہ اس شخص (مرزا قادیانی) نے امام حسن اور حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا میں کہتا ہوں کہ ہاں اور میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا۔"

(اعجاز احمدی ص ۵۲ خزائن ص ۱۶۴ ج ۱۹)

☆......"اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔"

(اعجاز احمدی ص ۷۰ خزائن ص ۱۸۱ ج ۱۹ از مرزا غلام احمد قادیانی)

☆......"اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔" (اعجاز احمدی ص ۸۱ خزائن ص ۱۹۳ از مرزا غلام احمد قادیانی)

☆......"تم نے خدا کے جلال اور مجھ کو بھلا دیا اور تمہارا ورد صرف حسین ہے کیا تو انکار کرتا ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ (ذکر حسین) کا ڈھیر ہے۔"

(اعجاز احمدی ص ۸۲ خزائن ص ۱۹۴ ج ۱۹ از مرزا غلام احمد قادیانی)

☆......"اے عیسائی مشنریو! اب ربنا المسیح مت کہو اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے اور اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم ایک ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔" (دافع البلاء ص ۱۷ خزائن ص ۲۳۳ ج ۱۸ از مرزا غلام احمد قادیانی)

ان تمام متنازعہ حصوں کی موجودگی قادیانی لٹریچر کو خطرناک حد تک توہین آمیز مواد پر مشتمل ثابت کرتی ہے۔ یہ لٹریچر قادیانی عبادت گاہوں میں موجود ہے قادیانیوں کے گھروں میں موجود ہے ان کی دکانوں پر موجود ہے قادیانی مبلغین اسے مسلمانوں کو فراہم کر رہے ہیں راتوں رات یہ لٹریچر مسلمانوں کے گھروں میں پھینکا جاتا ہے۔ یہ لٹریچر ملک میں اندر ہی اندر انتشار پیدا کر رہا ہے اس کی موجودگی فرقہ واریت کے عفریت سے بھی بڑھ کر خطرناک ہے۔

یاد رکھئے جس طرح فرقہ واریت پر مبنی لٹریچر نے آہستہ آہستہ وہ زہر پاکستان میں بسنے والے مختلف مکاتب فکر کے لوگوں کے ذہنوں میں بھر دیا کہ وہ ایک دوسرے کو قتل کرنا مذہبی فریضے کی ادائیگی گردانے لگے اسی طرح قادیانی لٹریچر بھی ملک میں بسنے والے مسلمانوں کو قادیانیوں کے خلاف کھڑا کر رہا ہے جس کا نتیجہ ظاہر ہے قادیانی اقلیت کے خلاف ہی نکلے گا۔ مسلمانوں میں اشتعال پھیلنے سے پہلے اس لٹریچر کو ہر صورت میں ضبط کر لیا جائے۔

ضروری اعلان

ہفت روزہ "ختم نبوت" کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاد دہانی کے خطوط ارسال کئے جا چکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی بذریعہ منی آرڈر چیک یا ڈرافٹ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ پنجاب کے بعض علاقوں سے یہ شکایات موصول ہو رہی ہیں کہ پوسٹ مین اضافی چارج وصول کرتے ہیں جبکہ ہفت روزہ ختم نبوت رجسٹرڈ رسالہ ہے جسے پاکستان پوسٹ آفس کی جانب سے ڈاک کے رعایتی نرخ یعنی ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ کی سہولت حاصل ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ رسالہ پر ایک روپے کا ڈاک ٹکٹ لگے ہونے کی صورت میں کسی قسم کا اضافی چارج ڈاکیہ کو ہرگز نہ دیا جائے۔ نوٹ: خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

افادات حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ'

قرآن اور سائنس

قرآن حکیم اور سائنس دانی:

''لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چاند کے متعلق سوال کرتے ہیں' آپ فرمادیجئے کہ اس کا گھٹنا اور بڑھنا لوگوں کے کاروبار اور حج کے اوقات کے لئے ہے۔''

ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ چاند کے گھٹنے بڑھنے کی کیا وجہ ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی' جس میں وجہ اور علت نہیں بیان کی گئی بلکہ حکمت بتلادی گئی' فرماتے ہیں کہ لوگ چاند کے گھٹنے اور بڑھنے سے متعلق آپ سے سوال کرتے ہیں کہ اس کی علت کیا ہے؟ تو آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اس میں بہت سی حکمتیں ہیں' چنانچہ اس سے لوگوں کو اپنے کاروبار کے لئے وقت کا اندازہ ہوتا ہے' یہ تو دنیوی فائدہ ہے اور حج وغیرہ کے اوقات معلوم ہوتے ہیں' یہ دینی نفع ہے' تو علت کو چھوڑ کر حکمت بتلانے میں اس پر تنبیہ کردی گئی ہے کہ علت کا دریافت کرنا فضول ہے' حکمت کو معلوم کرنا چاہئے' حضرت حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ نے خوب فرمایا:

حدیث مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو
کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت ایں معمارا

یعنی عشق و محبت الٰہی کی باتیں کرو' زمانے کے اسرار کی جستجو ترک کرو کہ کسی نے بھی اس معمہ کو حکمت سے حل نہیں کیا نہ آئندہ کرسکے گا۔ (الباب لاولی الالباب ملحقہ مواعظ حدود و قیود صفحہ ۲۵۱/۲۶۳)

مرتبہ: محمد اقبال قریشی

قرآن اور سائنسی تعلیم:

اگر کسی کو یہ ثابت بھی ہوگیا کہ بادل اس طرح بنتا ہے اور بارش یوں ہوتی ہے تو کیا نفع ہوگا؟ اور اگر نہ معلوم ہوا تو اس پر کون سا کام اٹکا ہوا رہ جائے گا؟ محض ایک تحقیق ہے کہ جس میں نفس کو حظ ہے' دوسرے اگر یہ فرض بھی کرلیا جائے کہ ان تحقیقات میں کوئی دنیاوی نفع ہے تو گفتگو اس میں ہے کہ قرآن جس امر کے لئے ہے' اس کے ساتھ بھی اس کا کوئی تعلق ہے یا نہیں؟ موٹی سی بات ہے کہ قانون شاہاں میں تجارت اور زراعت سے بحث کی جاتی ہے' مگر اس طرح کہ کونسی تجارت جائز ہے اور کون سی ناجائز تاکہ امن قائم رہے۔ اگر قانون کی کتاب میں ساری باتوں کا ہونا ضروری ہے تو دکھلایئے کہ قانون گورنمنٹ میں یہ سب چیزیں کہاں ہیں؟

بس قرآن بھی ایک قانون ہے امن اور نجات کا اور وہ بھی یہ چاہتا ہے کہ دنیا میں امن قائم رہے اور آخرت میں نجات ہو۔ غرض قرآن ایک قانون ہے' تو بڑے ظلم کی بات ہے کہ حکام ظاہری کے قانون میں تو مسائل سائنس کو تلاش نہ کیا جائے اور خدا تعالیٰ کے قانون میں ان تمام باتوں کو تلاش کیا جائے۔

تو اس تقریر سے ثابت ہوا کہ جغرافیہ وغیرہ مقصود اصلی نہیں ہیں' البتہ اگر ان کا ذکر ہوگا تو تبعاً ہوگا' کسی ضرورت کی وجہ سے اور بقاعدہ ''الضرورۃ تتقدر بقدر الضرورۃ'' ان کا ذکر بھی اسی قدر ہوگا' جس قدر سے کوئی ضرورت متعلق ہے' چنانچہ سائنس وغیرہ کے متعلق جو گفتگو ہے محض اس قدر کہ یہ سب مصنوعات ہیں اور ہر مصنوع کے لئے ایک صانع کی ضرورت ہے' سو اس استدلال کے لئے اس کی ضرورت نہیں ہے کہ ان چیزوں کی

حقیقت بھی دریافت ہو جائے بلکہ مجملاً ان کا علم ہونا کافی ہے' بلکہ ان مسائل کو موقوف علیہ کہنا مضر ہے' راز اس میں یہ ہے کہ ہر شخص جانتا ہے کہ مقدمات دلیل کے یا نظری ہوتے ہیں یا بدیہی اور نظری کا مرجع مقدمات بدیہیہ مسلمہ ہوں گے' جب یہ سمجھ میں آ گیا تو سمجھو کہ قرآن "ھدی للناس" ہے اور "ھدی للمتقین" ہے۔ (ضرورت العلم بالدین ملحقہ مواعظ دین و دنیا ص:۲۲۸ تا ۲۲۹)

شریعت اور سائنس:

اب میں تعلیم یافتہ جماعت کی ایک غلطی پر متنبہ کرنا چاہتا ہوں' وہ یہ کہ شریعت میں جو علم کی فضیلت وارد ہے' اس میں علم سائنس و علم معاشیات وغیرہ داخل نہیں بلکہ علوم احکام مراد ہیں جو قرآن و حدیث و فقہ میں منحصر ہے' بعض احادیث و نصوص میں جو علم کا لفظ مطلق وارد ہوا ہے تو اس مطلق سے یہ مقید ہی مراد ہے' اس سے ایسا عموم سمجھنا جس میں سائنس وغیرہ سب داخل ہو جائیں' ایسا ہے جیسا کوئی شخص کہے کہ تعلیم حاصل کرو' اس کا مطلب بیان کیا جائے کہ بیت الخلاء صاف کرنا بھی سیکھو' ہر چند کہ یہ بھی تعلیم کا ایک شعبہ ہے مگر عرفاً تعلیم حاصل کرنے سے ہرگز ہرگز کوئی شخص یہ نہ سمجھے گا کہ بیت الخلاء صاف کرنے کی تعلیم مراد ہے' پس اسی طرح قرآن و حدیث میں جو علم کی فضیلت مذکور ہوئی ہے' اس علم میں سائنس وغیرہ ہرگز داخل نہیں' بلکہ یہ علم بمقابلہ علم احکام کے بحکم جہل ہے' دیکھئے قرآن مجید میں حق تعالیٰ شانہ نے یہود کے متعلق اول تو "لقد علموا" فرمایا۔ اس سے ان کا اہل علم ہونا ظاہر فرمایا ہے اور اس کے بعد "لو کانوا یعلمون" فرمایا' جس میں انہی سے علم کی نفی فرماتے ہیں' تو یہاں نفی علم سے مراد "علم مع العمل" کی نفی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ شریعت میں جہاں علم کی فضیلت کا ذکر ہے وہاں علم سے وہ علم مراد ہے جس کو عمل میں بھی دخل ہو' بلکہ اس کے ساتھ عمل موجود بھی ہو' پس بتلایئے کہ سائنس کو عمل شرعی میں کیا دخل ہے؟ جو اس کو اطلاق شرع میں داخل کیا جائے؟ اس دعویٰ کی دوسری دلیل یہ ہے کہ حدیث میں ہے:

"ان الانبیا لم یورثوا دینارا
ولا درھما ولکن ورثوا العلم."

پس اس سے روز روشن کی طرح ظاہر اور واضح ہو گیا کہ شریعت میں علم سے مراد علم دینار اور درہم نہیں۔ حالانکہ حق تعالیٰ نے بعض انبیاء علیہم السلام کو علوم ذرائع کسب بھی عطا فرمائے تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ان کو علم سے تعبیر فرمایا اور نہ ان میں وراثت جاری ہوئی' جیسا داؤد علیہ السلام کو زرہ بنانا سکھلایا اور ان کے ہاتھوں میں لوہے کو موم بنا دیا گیا۔ (علوم العباد من علوم الرشاد ملحقہ مواعظ حقوق و فرائض صفحہ ۱۴۳ تا ۱۴۴)

آسمان اور سائنس:

چنانچہ مسلمانوں کے ایک بڑے فرقے کی یہ کوشش ہے کہ قرآن کی آیتوں کو جس طرح بن سکے سائنس پر منطبق کیا جائے اور ایسے لوگ علماء پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ لوگ لکیر کے فقیر ہیں: صاحبو! میں دعویٰ کرتا ہوں کہ سائنس کا کوئی تحقیقی مسئلہ قرآن کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا اور تحقیقی قید اس لئے لگائی ہے کہ سائنس کے مسائل دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ ہیں کہ محض تخمین سے ان میں کام لیا گیا ہے اور اکثر اسی قسم کے ہیں' دوسرے وہ ہیں کہ جو تحقیق سے ثابت ہوئے ہیں' تو جو مسائل تحقیقی ہوں گے وہ بھی قرآن کے کسی دعوے کے معارض نہیں ہوں گے' کیونکہ قطعی' عقلی قطعی نقلی کے معارض نہیں ہو سکتا۔

صاحبو! آج کل تو تحقیق کا زمانہ ہے اور مسائل میں غور و فکر سے کام لیا جاتا ہے' تو ذرا اس میں بھی غور کرو کہ اہل سائنس کے جتنے دعاوی ہیں سب صحیح بھی ہیں یا نہیں؟ مثلاً اہل سائنس کا دعویٰ ہے کہ آسمان کا وجود نہیں' سب ستارے فضا میں گھوم رہے ہیں' تو دیکھو یہ مسئلہ ظنی ہے یا یقینی؟ تو سائنس کی رو سے آسمان کا عدم قطعی طور سے ثابت نہیں ہو سکتا' آج تک جتنی دلیلیں نفی آسمان پر قائم کی گئیں' ان سب کا خلاصہ عدم العلم ہے جو کہ عدم الوجود کو مستلزم نہیں۔

وجود آسمان دلیل قطعی سے ثابت ہے کیونکہ وجود آسمانی فی نفسہ ممکن ہے' یعنی آسمان کا وجود و عدم دونوں عقلاً برابر ہیں اور یہ عقلی مقدمہ ہے کہ جس کے وجود کی خبر کوئی مخبر جو قطعاً صادق یعنی قرآن شریف نے دی ہے' پس ان تینوں

مقدموں میں یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوگئی کہ آسمان موجود ہے اور آسمان کے ممکن الوجود ہونے کی بنا پر میں کہتا ہوں کہ جب یہ عقلاً ممکن ہے یعنی نہ واجب ہے اور نہ ممتنع' پس نہ ضروری الوجود ہوا نہ ضروری العدم' تو عقل اس کے وجود یا عدم کی بابت کوئی فیصلہ کر ہی نہیں سکتی' زیادہ سے زیادہ اگر کہا جاسکتا ہے تو صرف اس قدر کہ ہم کو ازروئے عقل وجود کا پتہ نہیں چلا اور معلوم ہے کہ عدم ثبوت اور ثبوت العدم میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

امریکہ کا وجود جس وقت تک ہم لوگوں کو ثابت نہ تھا' اس وقت تک بھی ہم یوں نہیں کہہ سکتے تھے کہ امریکہ موجود نہیں ہے' البتہ یہ کہا جاسکتا تھا کہ ہم کو وجود امریکہ کا علم نہیں ہے' پس اہل سائنس یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم کو آسمان کے وجود کا پتہ نہیں چلا اور یہ ہم کو مضر نہیں کیونکہ ہم تقریر سابق سے ان کو وجود آسمان تسلیم کرادیں گے' البتہ اس کے ضروری الوجود نہ ہونے پر شبہ ہوتا ہے کہ اہل یونان نے وجود آسمان پر عقلی دلائل قائم کئے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ فلاسفہ یونان کے دلائل قریب قریب سب مخدوش ہیں' جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں' واقعیت یہی ہے کہ عقل سے نہ آسمان کا وجود ثابت ہوتا ہے نہ عدم۔

رہی یہ بات کہ علی العموم اس نیلگوں رنگ کو جو کہ جانب فوق میں نظر آتا ہے' آسمان سمجھا جاتا تھا اور آج یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ یہ نیلگوں رنگ آسمان نہیں ہے' اس کے جواب میں میں کہتا ہوں کہ اول تو جن دلائل سے یہ ثابت ہوا ہے وہ خود ابھی مخدوش ہیں' ابناء الفاسد علی الفاسد ہے۔ دوسرا اگر ثابت ہو بھی جائے کہ یہ رنگ آسمان نہیں ہے تب بھی اس سے عدم وجود آسمان نہیں ثابت ہوتا' ممکن ہے کہ آسمان اس سے آگے ہو۔

پس یہ کہنا کہ آسمان کا وجود جو کہ شریعت سے ثابت ہے' دلائل سائنس سے متصادم ہے' سخت غلطی ہے' کیونکہ سائنس اس میں بالکل ساکت ہے اور قرآن ناطق' اور تصادم و تعارض ناطقین میں ہوتا ہے' ساکت و ناطق میں نہیں ہوسکتا' اور جب تعارض نہیں ہے تو ''سماء'' کی تفسیر کواکب یا مافوقا وغیرہ سے کرنے کی ضرورت نہیں اور یہ تفسیر یقیناً تحریف ہوگی اور ایسے محرفین کی بابت یہ کہنا صحیح ہے کہ انہوں نے وحی کو معیار نہیں بنایا۔ کیونکہ باوجود وحی کو ماننے کے اس کی حقیقت سمجھنے میں غلطی کی' جس طرح اس دیہاتی کو کہا گیا تھا کہ اس نے قانون پر عمل نہیں کیا' ایک صورت تو وحی کو معیار نہ بنانے کی تھی۔ (تقویم الزیغ ملحقہ نظام شریعت ص:۴۳۸ تا ۴۴۰)

قرآن حکیم سے سائنسی مسائل کا استنباط:

آج کل بہت سے قرآن مجید کے دشمن' دوست نما پیدا ہوئے ہیں۔ جو قرآن مجید سے سائنس کے مسائل درجہ دلالت میں ثابت کرتے ہیں۔ یہ سخت دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں' وہ تو فخر کے طور پر کہتے ہیں کہ جو مسئلہ اہل یورپ اور سائنس والوں نے آج سمجھا ہے' وہ قرآن مجید میں تیرہ سو برس پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکل چکا ہے' لیکن فی الواقع:

دوستی بے خرد چوں دشمنی ست
حق تعالیٰ زیں چنیں خدمت غنی ست

خدا کو اور خدا کے کلام کو اس خیر خواہی کی ضرورت نہیں' یاد رکھو! اس مسلک میں کئی طرح کی دشمنی ہے اور مولوی لوگ ان مسائل کی تحقیق اور قرآن مجید کے ساتھ زبردستی چسپاں ہوسکنے کی تقریر سے بے خبر نہیں ہیں۔ چنانچہ میں حالانکہ ایک ادنیٰ طالب علم ہوں' مگر خود میرے پاس اس کا بڑا دفتر ذہن میں موجود ہے لیکن ان ہی خرابیوں کے سبب قرآن مجید سے ان کو کبھی متعلق نہیں کیا جاتا بقول بزرگے:

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در مجلس رنداں خبرے نیست کہ نیست

ہمارے زمانے کے یہ محققین تو یوں سمجھتے ہیں کہ ان علماً کو خبر نہیں ہے۔ صاحبو! ان مدعیوں کو تو ایک ہی خبر ہے کہ یہ مسائل قرآن مجید سے اس طرح نکلتے ہیں اور اہل علم کو اس کی بھی خبر ہے اور اس میں جو مضرت ہے' اس کی بھی خبر ہے۔ چنانچہ اہل نظر و تحقیق کے نزدیک ایک خرابی جو اس کے لازم غیر منفک ہے' یہ ہے کہ جس فن کی وہ کتاب ہے وہ مسئلے اس فن کے نہیں۔

☆☆..........☆☆

اللہ کے ذکر کے فوائد

حافظ ابن قیمؒ ایک مشہور محدث ہیں‘ انہوں نے ایک مبسوط رسالہ عربی میں ’’الوابل الصیب‘‘ کے نام سے ذکر کے فضائل میں تصنیف کیا ہے‘ جس میں وہ فرماتے ہیں کہ ذکر میں سو سے بھی زیادہ فائدے ہیں‘ ان میں سے نمبر وار اناسی فائدے انہوں نے ذکر فرمائے ہیں‘ جن میں سے چند کو مختصراً اس جگہ نقل کیا جاتا ہے‘ اور چونکہ بہت سے فوائد ان میں ایسے ہیں جو کئی کئی فائدوں پر مشتمل ہیں‘ اس لحاظ سے یہ اپنی اصل تعداد سے زیادہ پر مشتمل ہیں۔

(۱) ذکر شیطان کو دفع کرتا ہے اور اس کی قوت کو توڑتا ہے‘ (۲) اللہ جل جلالہ کی خوشنودی کا سبب ہے‘ (۳) دل سے فکر وغم کو دور کرتا ہے‘ (۴) دل میں فرحت‘ سرور اور انبساط پیدا کرتا ہے‘ (۵) بدن کو اور دل کو قوت بخشتا ہے‘ (۶) چہرے اور دل کو منور کرتا ہے‘ (۷) رزق کو کھینچتا ہے‘ (۸) ذکر کرنے والے کو ہیبت اور حلاوت کا لباس پہناتا ہے‘ یعنی اس کے دیکھنے سے رعب پڑتا ہے اور دیکھنے والوں کو حلاوت نصیب ہوتی ہے‘ (۹) اللہ تعالیٰ شانہ کی محبت پیدا کرتا ہے اور محبت ہی اسلام کی روح اور دین کا مرکز ہے اور سعادت اور نجات کا مدار ہے‘ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ کی محبت تک اس کی رسائی ہو اس کو چاہیے کہ اس کے ذکر کی کثرت کرے‘ جیسا کہ پڑھنا اور تکرار کرنا علم کا دروازہ ہے‘ اسی طرح اللہ کا ذکر اس کی محبت کا دروازہ ہے‘ (۱۰) ذکر سے مراقبہ نصیب ہوتا ہے جو مرتبہ احسان تک پہنچا دیتا ہے‘ یہی مرتبہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسی نصیب ہوتی ہے گویا اللہ جل جلالہ کو دیکھ رہا ہے (یہی مرتبہ صوفیہ کا منتہائے مقصد ہوتا ہے)‘ (۱۱) اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع پیدا کرتا ہے‘ جس سے رفتہ رفتہ یہ نوبت آجاتی ہے کہ ہر چیز میں حق تعالیٰ شانہ اس کی جائے پناہ اور ماویٰ وملجا بن جاتے ہیں

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ

اور ہر مصیبت میں اسی کی طرف توجہ ہو جاتی ہے‘ (۱۲) اللہ کا قرب پیدا کرتا ہے اور جتنا ذکر میں اضافہ ہوتا ہے‘ اتنا ہی قرب میں اضافہ ہوتا ہے اور جتنی ذکر سے غفلت ہوتی ہے اتنی ہی اللہ سے دوری ہوتی ہے‘ (۱۳) اللہ کی معرفت کا دروازہ کھولتا ہے‘ (۱۴) اللہ جل شانہ کی ہیبت اور اس کی بڑائی دل میں پیدا کرتا ہے اور اللہ کے ساتھ حضوری پیدا کرتا ہے‘ (۱۵) اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں ذکر کا سبب ہے‘ چنانچہ کلام پاک میں ارشاد ہے: ’’فاذکرونی اذکرکم‘‘ اور حدیث میں وارد ہے: ’’من ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی‘‘ اگر ذکر میں اس کے سوا اور کوئی بھی فضیلت نہ ہوتی‘ تب بھی شرافت اور کرامت کے اعتبار سے بھی ایک فضیلت کافی تھی‘ چہ جائیکہ اس میں اور بھی بہت سی فضیلتیں ہیں‘ (۱۶) دل کو زندہ کرتا ہے۔ حافظ ابن تیمیہؒ کہتے ہیں کہ اللہ کا ذکر دل کے لئے ایسا ہی ہے جیسا مچھلی کے لئے پانی‘ خود غور کرلو کہ بغیر پانی کے مچھلی کا کیا حال ہوتا ہے‘ (۱۷) دل اور روح کی روزی ہے‘ اگر ان دونوں کو اپنی روزی نہ ملے تو ایسا ہے جیسا کہ بدن کو اس کی روزی (یعنی کھانا) نہ ملے‘ (۱۸) دل کو زنگ سے صاف کرتا ہے‘ جیسا کہ حدیث میں بھی وارد ہوا ہے‘ ہر چیز پر اس کے مناسب زنگ اور میل کچیل ہوتا ہے‘ دل کا میل اور زنگ خواہشات اور غفلت ہیں‘ یہ اس کے لئے صفائی کا کام دیتا ہے‘ (۱۹) لغزشوں اور خطاؤں کو دور کرتا ہے‘ (۲۰) بندہ کو اللہ جل شانہ سے جو وحشت ہوجاتی ہے‘ اس کو دور کرتا ہے کہ غافل کے دل پر اللہ کی طرف سے ایک وحشت رہتی ہے جو ذکر ہی سے دور ہوتی ہے‘ (۲۱) جو اذکار بندہ کرتا ہے وہ عرش کے چاروں طرف بندہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے‘ (۲۲) جو شخص راحت میں اللہ جل شانہ کا

ذکر کرتا ہے' اللہ جل جلالہ مصیبت کے وقت اس کو یاد کرتا ہے' (۲۳) اللہ کے عذاب سے نجات کا ذریعہ ہے' (۲۴) سکینہ اور رحمت کے اترنے کا سبب ہے اور فرشتے ذکر کرنے والے کو گھیر لیتے ہیں' (۲۵) اس کی برکت سے زبان غیبت' چغل خوری' جھوٹ' بدگوئی اور لغو گوئی سے محفوظ رہتی ہے۔ چنانچہ تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہے کہ جس شخص کی زبان اللہ کے ذکر کی عادی ہو جاتی ہے' وہ ان اشیاء سے عموماً محفوظ رہتا ہے اور جس کی زبان عادی نہیں ہوتی وہ ہر نوع کی لغویات میں مبتلا رہتا ہے' (۲۶) ذکر کی مجلسیں فرشتوں کی مجلسیں ہیں اور لغویات اور غفلت کی مجلسیں شیطان کی مجلسیں ہیں' اب آدمی کو اختیار ہے جس قسم کی مجلسوں کو چاہے پسند کرلے اور ہر شخص اسی کو پسند کرتا ہے جس سے مناسبت رکھتا ہے' (۲۷) ذکر کی وجہ سے ذکر کرنے والا بھی سعید (نیک بخت) ہوتا ہے' اور اس کے پاس بیٹھنے والا بھی' اور غفلت یا لغویات میں مبتلا ہونے والا خود بھی بدبخت ہوتا ہے اور اس کے پاس بیٹھنے والا بھی' (۲۸) قیامت کے دن حسرت سے محفوظ رکھتا ہے' اس لئے کہ حدیث میں آیا ہے کہ ہر وہ مجلس جس میں اللہ کا ذکر نہ ہو' قیامت کے دن حسرت اور نقصان کا سبب ہے' (۲۹) ذکر کے ساتھ اگر تنہائی کا رونا بھی نصیب ہو جائے تو قیامت کے دن کی تپش اور گرمی میں جبکہ ہر شخص میدان حشر میں بلبلا رہا ہوگا' یہ عرش کے سایہ میں ہوگا' (۳۰) ذکر میں مشغول رہنے والوں کو ان سب چیزوں سے زیادہ ملتا ہے جو دعائیں مانگنے والوں کو ملتی ہیں' حدیث میں اللہ جل شانہ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جس شخص کو میرے ذکر نے دعا سے روک دیا اس کو میں دعائیں مانگنے والوں سے افضل عطا کروں گا' (۳۱) باوجود سہل ترین عبادت ہونے کے تمام عبادتوں سے افضل ہے' اس لئے کہ زبان کو حرکت دینا بدن کے اور تمام اعضاء کو حرکت دینے سے سہل ہے' (۳۲) اللہ کا ذکر جنت کے پودے ہیں' (۳۳) جس قدر بخشش اور انعام کا وعدہ اس پر ہے اتنا کسی اور عمل پر نہیں ہے' چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص "لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئی قدیر" سو مرتبہ کسی دن پڑھے تو اس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوتا ہے اور سو نیکیاں اس کے لئے لکھی جاتی ہیں اور سو برائیاں اس سے معاف کردی جاتی ہیں اور شام تک شیطان سے محفوظ رہتا ہے اور دوسرا کوئی شخص اس سے افضل نہیں ہوتا مگر وہ شخص کہ اس سے زیادہ عمل کرے' اسی طرح اور بہت سی احادیث ہیں جن سے ذکر کا افضل اعمال ہونا معلوم ہوتا ہے' (۳۴) دوام ذکر کی بدولت اپنے نفس کو بھولنے سے امن نصیب ہوتا ہے جو سبب ہے دارین کی شقاوت کا' اس لئے کہ اللہ کی یاد کو بھلا دینا سبب ہوتا ہے خود اپنے نفس کے بھلا دینے کا اور اپنے تمام مصالح کے بھلا دینے کا' چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: تم ان لوگوں کی طرح نہ بنو جنہوں نے اللہ سے بے پروائی کی' پس اللہ نے ان کو اپنی جانوں سے بے پرواہ کردیا' یعنی ان کی عقل ایسی ماری گئی کہ اپنے حقیقی نفع کو نہ سمجھا اور جب آدمی اپنے نفس کو بھلا دیتا ہے تو اس کی مصالح سے غافل ہو جاتا ہے اور یہ سبب ہلاکت کا بن جاتا ہے جیسا کہ کسی شخص کی کھیتی ہو یا باغ ہو اور اس کو بھول جائے' اس کی خبر گیری نہ کرے' تو لامحالہ وہ ضائع ہوگا' اور اس سے امن جب ہی مل سکتا ہے جب اللہ کے ذکر سے زبان کو ہر وقت تروتازہ رکھے اور ذکر اس کو ایسا محبوب ہو جائے جیسا کہ پیاس کی شدت کے وقت پانی اور بھوک کے وقت کھانا اور سخت گرمی اور سخت سردی کے وقت مکان اور لباس' بلکہ اللہ کا ذکر اس سے زیادہ کا مستحق ہے' اس لئے کہ ان اشیاء کے نہ ہونے سے بدن کی ہلاکت ہے جو روح اور دل کی ہلاکت کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے' (۳۵) ذکر آدمی کی ترقی کرتا رہتا ہے' بستر پر بھی اور بازار میں بھی' صحت میں بھی اور بیماری میں بھی' نعمتوں اور لذتوں کے ساتھ مشغولی میں بھی اور کوئی ایسی چیز نہیں جو ہر وقت ترقی کا سبب بنتی ہو حتی کہ جس کا دل نور ذکر سے منور ہو جاتا ہے وہ سوتا ہوا بھی غافل شب بیداروں سے بڑھ جاتا ہے' (۳۶) ذکر کا نور دنیا میں بھی ساتھ رہتا ہے اور قبر میں بھی ساتھ رہتا ہے اور آخرت میں پل صراط پر آگے آگے چلتا ہے' حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے: "ایسا شخص جو پہلے مردہ یعنی گمراہ تھا' پھر ہم نے اس کو زندہ یعنی مسلمان بنادیا اور اس کو ایسا نور دے دیا کہ وہ اس نور کو لئے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے' یعنی وہ نور ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے' کیا ایسا شخص بدحالی میں اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو گمراہیوں کی تاریکیوں میں گھرا ہوا ہو کہ ان سے نکلنے ہی نہیں

پاتا؟" پس اول شخص مومن ہے جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی محبت اور اس کی معرفت اور اس کے ذکر سے منور ہے اور دوسرا شخص ان چیزوں سے خالی ہے' حقیقت یہ ہے کہ یہ نور نہایت مہتم بالشان چیز ہے اور اسی میں پوری کامیابی ہے' اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طلب اور دعا میں مبالغہ فرمایا کرتے تھے اور اپنے ہر ہر جزو میں نور کو طلب فرماتے تھے' چنانچہ احادیث میں متعدد دعائیں ایسی ہیں جن میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دعا فرمائی ہے کہ حق تعالیٰ شانہ آپ کے گوشت میں' ہڈیوں میں' پٹھوں میں' بال میں' کھال میں' کان میں' آنکھ میں' اوپر' نیچے' دائیں' بائیں' آگے' پیچھے نور ہی نور کردے۔ حتی کہ یہ بھی دعا ہے کہ خود مجھ کو سراپا نور بنادے کہ آپ کی ذات ہی نور بن جائے' اسی نور کی بقدر اعمال میں نور ہوتا ہے حتی کہ بعض لوگوں کے نیک عمل ایسی حالت میں آسمان پر جاتے ہیں کہ ان پر آفتاب جیسا نور ہوتا ہے اور ایسا ہی نور ان کے چہروں پر قیامت کے دن ہوگا' (۳۷) ذکر تصوف کا اصل اصول ہے اور تمام صوفیہ کے سب طریقوں میں رائج ہے' جس شخص کے لئے ذکر کا دروازہ کھل گیا ہے' اس کے لئے اللہ جل شانہ تک پہنچنے کا دروازہ کھل گیا اور جو اللہ جل شانہ تک پہنچ گیا وہ جو چاہتا ہے پاتا ہے کہ اللہ جل شانہ کے پاس کسی چیز کی بھی کمی نہیں ہے' (۳۸) آدمی کے دل میں ایک گوشہ ہے جو اللہ کے ذکر کے علاوہ کسی چیز سے بھی پُر نہیں ہوتا اور جب ذکر دل پر مسلط ہو جاتا ہے تو وہ نہ صرف اس گوشہ کو پُر کرتا ہے بلکہ ذکر کرنے والے کو بغیر مال کے غنی کر دیتا ہے اور بغیر کنبے اور جماعت کے لوگوں کے دلوں میں عزت والا بنا دیتا ہے اور بغیر سلطنت کے بادشاہ بنادیتا ہے اور جو شخص ذکر سے غافل ہوتا ہے وہ باوجود مال و دولت کنبہ اور حکومت کے ذلیل ہوتا ہے' (۳۹) ذکر پراگندہ کو مجتمع کرتا ہے اور مجتمع کو پراگندہ کرتا ہے' دور کو قریب کرتا ہے اور قریب کو دور کرتا ہے' پراگندہ کو مجتمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کے دل پر جو متفرق "ہموم غموم" تفکرات پریشانیاں ہوتی ہیں' ان کو دور کرکے جمعیت خاطر پیدا کرتا' اور مجتمع کو پراگندہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی پر جو تفکرات مجتمع ہیں' ان کو متفرق کر دیتا ہے اور آدمی کی جو لغزشیں اور گناہ جمع ہو گئے ہیں ان کو پراگندہ کر دیتا ہے اور جو شیطان کے لشکر آدمی پر مسلط ہیں' ان کو پراگندہ کر دیتا ہے اور آخرت کو جو دور ہے قریب کر دیتا ہے اور دنیا کو جو قریب ہے دور کر دیتا ہے' (۴۰) ذکر آدمی کے دل کو نیند سے جگاتا ہے' غفلت سے چوکنا کرتا ہے اور دل جب تک سوتا رہتا ہے' اپنے سارے ہی منافع کھوتا رہتا ہے' (۴۱) ذکر ایک درخت ہے جس پر معارف کے پھل لگتے ہیں' صوفیہ کی اصطلاح میں احوال اور مقامات کے پھل لگتے ہیں اور جتنی بھی ذکر کی کثرت ہوگی' اتنی ہی اس درخت کی جڑ مضبوط ہوگی اور جتنی جڑ مضبوط ہوگی' اتنے ہی زیادہ پھل اس پر آئیں گے' (۴۲) ذکر اس پاک ذات کے قریب کر دیتا ہے جس کا ذکر کر رہا ہے حتی کہ اس کے ساتھ معیت نصیب ہو جاتی ہے' چنانچہ قرآن پاک میں ہے کہ "اللہ جل شانہ متقیوں کے ساتھ ہے۔" اور حدیث میں وارد ہے: "میں اپنے بندے کے ساتھ رہتا ہوں' جب تک کہ وہ میرا ذکر کرتا ہے۔" ایک حدیث میں ہے کہ میرا ذکر کرنے والے میرے آدمی ہیں' میں ان کو اپنی رحمت سے دور نہیں کرتا' اگر وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتے رہیں تو میں ان کا حبیب ہوں اور اگر وہ توبہ نہ کریں تو میں ان کا طبیب ہوں کہ ان کو پریشانیوں میں مبتلا کرتا ہوں تاکہ ان کو گناہوں سے پاک کروں' نیز ذکر کی وجہ سے جو اللہ جل شانہ کی معیت نصیب ہوتی ہے وہ ایسی معیت ہے جس کی برابر کوئی دوسری معیت نہیں ہے' نہ وہ زبان سے تعبیر ہو سکتی ہے' نہ تحریر میں آسکتی ہے' اس کی لذت وہی جان سکتا ہے جس کو یہ نصیب ہو جاتی ہے' (۴۳) ذکر غلاموں کے آزاد کرانے کے برابر ہے' مالوں کے خرچ کرنے کے برابر ہے' اللہ کے راستے میں جہاد کی برابر ہے' (۴۴) ذکر شکر کی جڑ ہے جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا وہ شکر بھی ادا نہیں کرتا' ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ جلالہ سے عرض کیا کہ آپ نے مجھ پر بہت احسانات کئے ہیں' مجھے طریقہ بتا دیجئے کہ میں آپ کا بہت شکر ادا کروں؟ اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا کہ جتنا بھی تم میرا ذکر کرو گے' اتنا ہی شکر ادا ہوگا۔ دوسری حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ درخواست ذکر کی گئی ہے کہ یا اللہ! تیری شان کے مناسب شکر کس طرح ادا ہو؟ اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ تمہاری زبان ہر وقت ذکر کے ساتھ تر و تازہ رہے۔

☆☆..........☆☆

مرزا قادیانی کی تعلیمات میں اول درجے کا تضاد ہے

مظفر احمد مظفر سے ایک انٹرویو

خاکسار نے ۱۹/ ستمبر ۲۰۰۳ء کو مسجد توحید آفن باخ' فرینکفرٹ' جرمنی میں بفضل خدا جید عالم دین حضرت مولانا قاری مشتاق الرحمن دامت برکاتہم (امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جرمنی) کے دست حق پرست پر جملہ اہل خانہ کے ہمراہ شرف بیعت (قبول اسلام) حاصل کیا۔ واضح رہے کہ حضرت کی پرتصوف و پرخلوص شخصیت کا چہار سو شہرہ ہونے کے باعث میرے دل میں امنگ پیدا ہوئی کہ ان سے رابطہ پیدا کیا جائے' لہٰذا ان سے تعلق پیدا ہوا۔ انہوں نے عاجز کو توجہ دلائی کہ قادیانیت سے برأت یا قادیانیت کو خیرباد کہہ دینا ہی اصل کامیابی نہیں بلکہ قبول اسلام کا برملا اظہار' بیعت و اقرار در حقیقت ایمان کا تقاضا ہے۔ دوسری جانب میں بھی اس امر میں تاخیر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ خیر ان کے تعاون و رہنمائی سے بالآخر ہم نے اس کار خیر کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ خداوند کریم انہیں درازی عمر سے نوازے' اپنی حفظ و امان میں رکھے' ان کا وجود اس دیار غیر میں ہمارے لئے یقیناً ایک مشعل راہ سے کم نہیں۔ جس طرح آپ ہر لحظہ و ہر لمحہ رد قادیانیت و تبلیغ دین حق کے لئے کمربستہ ہیں' وہ اپنی مثال آپ ہے۔ خداوند کریم سفر و حضر میں ان کا اور دیگر تمام مسلمان قائدین' علماء کرام' مشائخ اسلام' حفاظ قرآن و داعیان فرقان کا حامی و ناصر ہو۔ اس سلسلہ میں حضرت قاری محمد احمد صاحب کا بھی بے حد تعاون و رہنمائی شامل حال رہی۔ خداوند کریم ان کے بھی درجات بلند کرے اور درازی عمر سے نوازے۔ آمین

مظفر احمد مظفر

نوٹ: انٹرویو کرنے والے نے اور جناب مظفر احمد مظفر نے اپنے انٹرویو میں "قادیانی' قادیانی جماعت" کے بجائے "احمدی' جماعت احمدیہ" کا لفظ استعمال کیا ہے' اسی طرح "امام' خلافت' ایمان" اور دیگر اسلامی اصطلاحات کو استعمال کیا ہے' صحافتی دیانت کو مجروح نہ کرنے کی غرض سے ہم نے انہیں تبدیل نہیں کیا لیکن قارئین سے درخواست ہے کہ جہاں جہاں "احمدی' امام" وغیرہ الفاظ لکھے ہیں انہیں "قادیانی' قادیانی سربراہ" وغیرہ پڑھا جائے۔ یاد رہے کہ یہ انٹرویو قادیانیت سے متعلق ایک ویب سائٹ سے لیا گیا ہے' اس لئے اسے اسی تناظر میں دیکھا جائے۔ مدیر

س:......السلام علیکم مظفر صاحب!

ج:......وعلیکم السلام شکریہ!

س:......کیا آپ پیدائشی احمدی تھے؟

ج:......جی! میرے پردادا نے مرزا غلام احمد صاحب کی بیعت کی تھی۔

س:......مختصر سا خاندانی پس منظر بیان کریں؟

ج:......پلیز بے تکلفی سے پوچھئے! ہم پانچ بھائی اور ایک بہن ہیں' والد صاحب نیشنل بینک آف پاکستان میں وائس پریذیڈنٹ اور بینک کے چیف آڈٹ آفیسر صوبہ سرحد تھے۔

س:......کیا آپ شادی شدہ ہیں؟ اور آپ کے کتنے بچے ہیں؟

ج:......جی! میری شادی انگلینڈ میں پچاس' ساٹھ سال سے آباد جالندھر کے راجپوت خاندان میں ہوئی ہے' اور میرے ماشاء اللہ تین بچے ہیں' جن میں سے دو بیٹے احمدیت سے تائب ہونے کے بعد اللہ نے انعام کے طور پر عنایت کئے ہیں۔

س:......کیا آپ کے والدین حیات ہیں؟ اور آپ کے احمدیت چھوڑنے کے بعد ان کا اور دوسرے افراد خاندان کا رویہ آپ کے ساتھ کیسا ہے؟

ج:......والد صاحب فوت ہو چکے ہیں' والدہ صاحبہ حیات ہیں اور باوجودیکہ وہ اس فیصلہ سے خوش نہیں ہیں لیکن ان سے تعلق برقرار ہے۔ ایک بہن اور ایک بھائی نے مکمل طور پر قطع تعلق کر لیا ہے۔

س:...... آپ کے خاندان میں کوئی (قادیانی جماعت کی) جماعتی ذمہ داریوں پر بھی فائز ہے یا نہیں؟

ج:...... ویسے تو عہدیدار میں بھی رہا ہوں اور گھر کے دوسرے افراد بھی کچھ نہ کچھ (قادیانی) جماعت میں ایکٹو (متحرک) ہیں' لیکن اگر آپ ملازمت کے تعلق سے پوچھ رہے ہیں تو میرے تایا محمد شفیع اشرف ناظر اصلاح و ارشاد تھے اور احمدی جانتے ہیں کہ یہ ایک بہت اہم عہدہ ہے جماعت میں!

س:...... آپ نے کن جماعتی عہدوں پر کام کیا ہے؟

ج:......

شمع کے رخ سے اٹھا موہوم جانوں کا دھواں
مجھ کو تڑپانے لگی عہد کہن کی داستان

لیکن آپ کی بات کا جواب (یہ ہے کہ) از بچپن تا ایں دم بے شمار عہدوں پر کام کیا ہے' اوائل عمر میں ناظم صحت' بعد ازاں ناظم وقار عمل' ناظم تجنید' ناظم اطفال' سیکرٹری مال' نائب قائد مجلس خدام احمدیہ قائد مقامی وغیرہ۔

س:...... کیا آپ نے سب خلفاء کی بیعت کی؟

ج:...... جی نہیں! موجودہ امام میرے تائب وبرأت کے بعد اقتدار میں آئے۔

س:...... آپ کا بنیادی اختلاف مرزا صاحب کی تعلیمات پر ہوا یا نظام پر یا کسی عہدیدار سے ذاتی اختلاف کی بنا پر جماعت چھوڑ دی؟

ج:...... میرا کسی سے کوئی ذاتی اختلاف نہیں تھا' لیکن نظام جماعت سے اور مرزا صاحب کی تعلیم دونوں سے مجھے اختلاف ہوا۔

س:...... کون سی تعلیمات آپ کے نزدیک غلط ہیں؟

ج:...... مرزا صاحب کی تعلیمات کے دو حصے کئے جا سکتے ہیں' اول وہ حصہ جو ۱۹۰۱ء سے پہلے کا ہے اور دوسرا وہ حصہ جو اس سے بعد کا ہے' مرزا صاحب کے افکار و نظریات دونوں حصوں میں اور ادوار میں مختلف ہیں' یعنی پہلے حصہ میں انداز فکر اور رنگ میں ہے' اس حصہ میں مرزا صاحب دعوی نبوت سے انکاری ہیں اور مدعی نبوت پر لعنت فرما رہے ہیں اور دوسرے حصہ میں یعنی ۱۹۰۱ء کے بعد صریح رنگ میں دعوی نبوت کے اقراری ہیں۔ مرزا صاحب کی تعلیمات میں اول درجے کا تضاد اور تاویلات ملتی ہیں جو مرزا صاحب کی تعلیمات کو گوشہ مشکوک میں دھکیل دیتی ہیں اور دماغی خلل پر دلیل محکم بن جاتی ہیں!!

س:...... آپ مرزا صاحب کے دعوی کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

ج:...... وہی جو پوری امت مسلمہ کی مشترکہ رائے ہے' جو واضح طور پر اپریل ۱۹۷۴ء میں مکہ مکرمہ میں رابطہ عالم اسلامی' تمام مسلم تنظیموں کی آواز سے آواز ملاتے ہوئے اور بعد میں اس کی تائید میں ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں ظاہر کی گئی۔

س:...... خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے کردار کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

ج:...... اس موضوع پر تاریخی اوراق خود گواہ ہیں اور ان تاریخی حوالہ جات اور شواہد پر میرا اعتماد ہے۔

س:...... آپ بتا سکتے ہیں کہ مرزا طاہر احمد صاحب نے جو بیعتوں کی تعداد (ساڑھے سترہ کروڑ) بتائی تھی ان بیعتوں کی حقیقت کیا ہے؟

ج:...... دیکھیں یہ سراسر دروغ گوئی ہے اور اس کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں' یہ محض افراد جماعت کا مورال بلند کرنے' ان میں بجھتی ہوئی حدت ایمان کی چنگاری کو ہوا دینے' جماعت میں امنگ پیدا کرنے اور کامیاب خلافت کے جھنڈے بلند کرنے کی ایک کارآمد کوشش تھی' جو وقتی طور پر افراد جماعت میں دود مایوسی (مایوسی کا دھواں۔ ناقل) کو رفع کرنے میں ایک کرن کا کام کر گئی اور عام فہم سادہ لوح آدمی اس زغے اور دھوکے میں آ گیا کہ اب انقلاب جماعت احمدیہ کے زمانے اور فتح کے ترانے پڑھنے کا وقت آ گیا لیکن عملی طور پر یہ کاوشیں اور دعوے سمندری جھاگ کی طرح بیٹھ گئے اور احمدی خود حقیقت کا سامنا کر کے لرزہ براندام و ششدر رہ گئے۔

س:...... لوگ سالانہ جلسہ پر اکثر غیر ملکی یعنی یورپین افراد کو دیکھتے ہیں' کیا وہ سب احمدی ہوتے ہیں یا وہ بھی کوئی دھوکہ ہے؟

ج:...... نہیں! نہیں! یہ جماعت کا وطیرہ رہا ہے کہ ایسے موقعوں پر تمام غیر ملکی سفارت خانوں کو

دعوت نامے بھیج دیئے جاتے ہیں' یہ افراد ان دعوت ناموں کا پاس کرتے ہوئے "ویک اینڈ" میں پہنچ جاتے ہیں' یہ احمدی نہیں ہوتے صرف وی آئی پی کے طور پر مدعو ہوتے ہیں۔ دیکھنے والا فوراً مرعوب ہوجاتا ہے کہ اس قدر غیرملکی افراد احمدی ہوگئے ہیں' درحقیقت یہ سب غیرملکی سفارت خانوں کے کارکن ہوتے ہیں۔

س:...... احمدی حضرات کہتے ہیں کہ اصل اسلام احمدیت ہے تو آپ نے کون سا اسلام قبول کیا ہے؟

ج:...... وہ اسلام جسے مرزا صاحب نے اپنی اغراض مشؤمہ اور مقاصد مذمومہ کے لئے رد کردیا تھا' جسے "مردہ اسلام" کہا جاتا تھا' جسے "باسی دودھ" سے تشبیہ دی' جسے "مولویوں کا اسلام" کہا' میں نے اس اسلام کو قبول کیا ہے۔

س:...... آپ کے خیال میں اسلامی اصولوں کے تحت اس جماعت کی کچھ بھی اہمیت ہے؟

ج:...... نہیں! کسی بھی قسم کی اہمیت نہیں! یہ دنیا دارالفتن ہے' نت نئے فتنے آئے دن سر ابھارتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں جبریہ' قدریہ' معتزلہ اور کرامیہ جیسے فتنے پیدا ہوئے ہیں' وہ بھی اصل اسلام کے دعویدار تھے۔ انہوں نے صحابہ کرامؓ کے عقائد و مسلک سے ہٹ کر نئے مؤقف اور عقائد گھڑ لئے تھے۔ آپ جانتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی جماعت کو قرآن کریم نے بھی معیار قرار دیا ہے' لہٰذا جو ان سے الگ ہوا قرآن کریم سے الگ ہوگیا۔ اب دیکھیں کہ صحابہ کرام کے عہد میں ہی اہل ہوا اپنا کام دکھا چکے تھے' یہ حدیث کی حجیت سے دستبردار ہونا چاہتے تھے۔ غرض فتنے پیدا ہوئے اور ہوتے رہیں گے' ان کے لئے معیار سچائی کا تعین کرنا میرے قریں تضیع اوقات ہوگا۔ سوائے قیل و قال سے کیا حاصل!

س:...... کیا علامہ اقبال' احمدیت کو صحیح اسلام نہیں سمجھتے تھے؟

ج:...... حکیم الامت علامہ اقبال نے بڑے واضح رنگ میں بروقت فرمادیا تھا کہ "قادیانی مذہب وملت دونوں کے غدار ہیں" اور پھر ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ "قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے" پھر فرماتے ہیں: "قادیانیت کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوگا کہ ایک غیرمسلم اسے اسلام سمجھ کر قبول کر رہا ہوگا اور المیہ یہ ہوگا کہ وہ ایک کفر سے نکل کر دوسرے کفر میں جارہا ہوگا۔"

س:...... جس طرح علمائے اسلام نے جماعت احمدیہ کا تعاقب کیا تھا اور کررہے ہیں' اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

ج:...... الحمدللہ! مرزا صاحب کی وفات کے بعد جماعت ایک منظم تحریک کی صورت اختیار کرگئی ہے' اگرچہ علماء نے مرزا صاحب کی زندگی میں ہی اس جماعت کا تعاقب شروع کردیا تھا' جو اب تک جاری ہے۔ سب سے پہلے علماء لدھیانہ نے اس کی تکفیر شروع کی' بعدازاں دیگر علماء نے اس کی تقلید کی' جن علماً نے ان کا ہر میدان و محاذ پر محاربہ' محاصرہ کیا ان میں سرفہرست مولانا ثناء اللہ امرتسری' مولانا سعداللہ لدھیانوی' مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی تھے' بعد میں محدث العصر حضرت سید انور شاہ کشمیری شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند بھی متوجہ ہوئے اور انہوں نے جماعتی طور پر مقابلہ کی طرح ڈالی' انہوں نے مجلس احرار کے سرخیل خطیب ہند حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ہاتھ پر بیعت کرکے انہیں امیر شریعت مقرر کیا اور ان کی پوری جماعت کو مقابل لاکھڑا کیا۔ اسی طرح علامہ اقبال نے مولانا ظفر علی خان کو اس طرف متوجہ کیا' تقسیم ہند کے بعد احمدیوں کا سابقہ فاتح قادیان حضرت محمد حیات سے پڑا' میں ان تمام حضرات کا احترام کرتا ہوں۔

س:...... بقول (قادیانی) جماعت کے جو جماعت چھوڑ دیتا ہے وہ مرتد ہوجاتا ہے' کیا آپ مرتد ہیں؟

ج:...... میں ایسے افراد کی دماغی صحت مخدوش قرار دوں گا' مرتد کے لفظی معنی ہیں کافر ہوجانا' طلمہ ہوجانا' اسلام سے پھر جانا' لیکن کفر سے برأت کا اعلان کرنے والے کو' کفر سے تائب ہونے والے کو مرتد نہیں بلکہ مسلمان کہتے ہیں۔ میرے قریں تو اس سلسلہ کا پہلا مرتد خود مرزا صاحب ہوئے کہ اپنے مذموم عقائد کے نشہ میں خارج از دائرہ اسلام ہوئے' تو ایسا کہنے والا احمدی خود اپنے ماتھے پر اس لفظ مرتد کی مہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔

س:...... بقول (قادیانی) جماعت کے سچا مدعی نبوت پھلتا پھولتا ہے اور جھوٹا ذلیل و خوار ہوتا ہے' لہٰذا (قادیانی) جماعت کی تعداد

کا بڑھنا سچائی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ کیا کہتے ہیں؟

ج:……دنیا کا مزاج ہی ایسا ہے کہ یہاں خیر وشر کو پھلنے پھولنے کے لئے یکساں ماحول فراہم ہے' بلکہ شر کی تشہیر وتبلیغ زیادہ سہل وتیزی سے ہوتی ہے' ہم جسے پاگل خیال کررہے ہوتے ہیں عموماً اس کی نگاہ میں باقی سب پاگل ہوتے ہیں' اندھے کو ہر طرف اندھیرا دکھائی دیتا ہے' بہرے کو چہار سو سناٹا محسوس ہوتا ہے' اسی طرح احمدیوں کا گمان ہی غلط ہے کہ وہ کروڑوں تک پہنچ گئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں' ان لکیر کے فقیروں کو جو کہا جائے یا جیسی لکیر کھینچ دی جائے' یہ اس پر چل نکلتے ہیں لیکن اصل حقائق کچھ اور ہیں۔

س:…… جماعت احمدیہ کا کہنا ہے کہ اگر ۱۹۷۴ء والی قومی اسمبلی کی کارروائی نشر ہوجائے تو سارا پاکستان احمدی ہوجائے گا' آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

ج:…… (قہقہہ) ہاں اتنا ضرور ہوگا کہ سارے احمدی مسلمان ہوجائیں گے اور جماعت چھوڑ دیں گے۔

س:…… احمدی کہتے ہیں کہ چونکہ تمام فرقوں نے مل کر ہمیں کافر قرار دیا ہے' اس طرح سے ہم ہی ناجی فرقہ ٹھہرے' کیا یہ سچ ہے؟

ج:……اسمبلی نے ایک نہیں دو فرقوں کو غیر مسلم قرار دیا ہے: لاہوری احمدی اور قادیانی احمدی' دونوں پر علیحدہ علیحدہ جرح ہوئی اور دونوں اپنے کو ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ گنتے ہیں' اس طرح یہ دو فرقے ہوئے' ایک نہیں۔

س:…… اب ایک آدھ بات آپ کی شاعری کے حوالے سے بھی ہوجائے' عبیداللہ علیم کو مرزا طاہر صاحب نے اس دور کا غالب بھی قرار دیا تھا' آپ اکثر جماعتی مشاعروں میں حصہ لیتے رہے ہیں' کیا عبیداللہ علیم کے ساتھ بھی آپ نے کسی مشاعرہ میں حصہ لیا؟

ج:…… جی! کئی بار بلکہ میری ایک کتاب ''ریگ دشت عدم'' کا دیباچہ لکھنے کی خواہش کا اظہار انہوں نے خود کیا' مگر موت نے ان کو مہلت نہ دی' پھر ان کے بیٹے مظفر منصور نے اپنے والد کی خواہش کی تکمیل کرنے کا عندیہ دیا' مگر میرے جماعت چھوڑنے کے بعد یہ ممکن نہیں رہا۔

س:…… ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب بھی جماعتی شاعر ہیں' یقیناً وہ بھی آپ کو جانتے ہوں گے؟

ج:…… جی ہاں اور انہوں نے میری کتاب ''رخت سفر'' کا دیباچہ تحریر کیا تھا' مگر میں نے بوجوہ اس دیباچے کو کتاب میں شامل نہیں کیا' اس دیباچہ میں بعض شعروں کے متعلق انہوں نے فرمایا کہ بعض اساتذہ کے پورے دواوین سے زیادہ بھاری ہیں' ان میں سے ایک شعر اس وقت ذہن میں آرہا ہے جو ان کو پسند آئے تھے:

رفتہ رفتہ صبح تک جل بھن گیا سارا وجود
سوز اس درجہ نمود سوز پنہائی میں تھا

س:……کوئی دو' تین اشعار مزید' تاکہ ہمارے قارئین کے ذوق کی بھی کچھ تسکین ہوجائے؟

ج:……

کس قدر لذت ہوائے تشنہ کامی دے گئی
پھر مجھے سودائے وقت امتحان رہنے لگا

گلے کے شایاں شان جب رہے نہ تیغ وتفنگ
تو لے گیا سر مقتل میرا وقار مجھے

در تہہ قطرہ اشک اتر آیا ہوں
میں نے ساحل سے نظارہ دیکھنا رہنے دیا

س:…… اگر آپ سے کہا جائے کہ (قادیانی) جماعت میں گزاری ہوئی عمر کو ایک شعر میں بیان کریں؟

ج:……

تراشا تھا مظفر تو نے جو بت عہد طفلی میں
خدا کے واسطے ایسے خدا کی بات رہنے دو

س:……احمدی حضرات کے لئے کوئی پیغام اگر آپ دینا چاہیں تو وہ کیا ہوگا؟

ج:……احمدیوں سے صرف اتنی گزارش ہے کہ مرزا صاحب کی کتابیں کم از کم تین بار ضرور پڑھیں اور یہ مرزا صاحب کا ارشاد بھی ہے اور میری گزارش بھی' اگر ممکن نہ ہو تو متین خالد صاحب کی کتاب ''ثبوت حاضر ہیں'' ضرور پڑھیں اور دیگر مسلمان برادری سے تمام نفرت وحقارت کی بلند فصیلیں توڑ کر اصل دین حق کو پہچانیں' جو چودہ سو سال پہلے سے اس روئے زمین پر موجود ومحفوظ ہے' جس کی کثرت ہی اس کی حقانیت پر دال ہے۔

مظفر تلخ اتنا تو نہیں تھا قصہ الفت
تو دہراتا تو ہے پر تجھ سے دہرایا نہیں جاتا

س:…… مظفر صاحب! آپ کا بہت بہت شکریہ۔

روشنی کے مینار

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

بزرگو اور دوستو! دینی مدرسہ ہمارے اس ملک میں جہاں مسلمانوں کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری صرف مسلمانوں پر ہے بڑی اہمیت رکھتا ہے' اس کی اہمیت اور قدر وقیمت کا اندازہ اس دنیا کی زندگی میں آپ لوگوں کو اور ہم لوگوں کو پوری طرح نہیں ہوسکتا' یوں سمجھئے کہ مدرسہ روشنی کا ایک مینار ہے' روشنی کا مینار بھی آپ اتنا نہیں سمجھیں گے جتنا سمجھنا چاہئے' اس لئے کہ یہاں ہماری آبادیوں میں روشنی کے مینار نہیں ہوتے' لیکن سمندری مقامات پر جہاں ساحل سے ۴۰/۵۰ میل کے فاصلہ سے جہاز گزرتے ہیں تو اندھیرے میں جہاز رانوں کو نظر نہیں آتا اور پتہ نہیں ہوتا کہ کہاں پانی اور خشکی جدا ہوتی ہے اور کہاں کہاں چٹانیں پانی کی سطح سے قریب ہیں' جن سے ان کے جہاز ٹکرا جائیں گے اور تباہ ہوجائیں گے' تو وہاں پر روشنی کے مینار قائم کئے جاتے ہیں تاکہ ان کی رہبری ہوسکے اور جہاز خطروں سے بچ سکیں اور اپنی راہ پر ٹھیک سے چل سکیں' اس چیز کو سامنے رکھئے' اسی کے متعلق میں عرض کررہا ہوں کہ ہمارے یہ مدرسے روشنی کے مینار ہیں' ان سے لوگوں کو روشنی ملتی ہے' راہ ملتی ہے اور لوگ کفر اور شرک کے خطرات سے محفوظ رہتے ہیں' کفر اور شرک کا خطرہ ایسا خطرہ ہے کہ جہاز کے ساحل سے ٹکرا کر ٹوٹ پھوٹ جانے کا خطرہ اس سے کم ہے' جہاز اگر چٹان سے ٹکرائے گا تو زیادہ سے زیادہ لوگوں میں سے بہت سے مرجائیں گے' اور بہت سے کسی نہ کسی طریقہ سے بچ جائیں گے' لیکن کفر اور شرک کی چٹانوں سے جو ٹکرائیں گے تو ان کی عاقبت تباہ ہوجائے گی' آخرت کا اندازہ عام طور پر لوگ نہیں کرتے' اس لئے کہ وہ ہمارے سامنے نہیں ہے' جو چیز ہمارے سامنے ہوتی ہے' ہمیں اس کی فکر بہت ہوتی ہے' اگر کوئی ہمارا مخالف' ہمارا دشمن ہمارے سامنے کھڑا ہے' جس کو ہم جانتے ہیں کہ ہمارا دشمن ہے تو ہم اس سے زیادہ ڈرتے ہیں بہ نسبت اس دشمن کے جس کو ہم دیکھ نہیں رہے ہیں' یہی بات آخرت کی ہے کہ آخرت کے جو خطرات ہیں' آخرت کی جو حالت ہے اور جس سے ہم کو واسطہ پڑنا ہے چونکہ ہمیں آخرت نظر نہیں آرہی ہے' اس لئے ہم اس کی اہمیت کو پوری طرح سمجھتے نہیں' اللہ تعالیٰ نے دنیا کی زندگی محدود مدت کی رکھی ہے' اور اس کو دارالامتحان بنایا ہے' اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا' اور فرمایا کہ تم اور تمہاری نسلیں اگر اچھے عمل کریں' تب جنت میں واپس جائیں گے' اور اگر اچھے عمل نہیں کریں گے تو جنت میں نہیں جاسکتے' تو حضرت آدم علیہ السلام کو یہاں دنیا میں اتارا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ دیکھے کہ تم بغیر دیکھی ہوئی چیز کو کس طرح مانتے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے جنت اور جہنم کے متعلق' آخرت کے متعلق' جزا اور سزا کے متعلق اپنے نبیوں کے ذریعہ سے تفصیل بتائی ہے' ہم نے اپنی آنکھوں سے یہ چیزیں نہیں دیکھی ہیں' دیکھ لیں تو آنکھیں کی بینائی چلی جائے' آخرت اتنی طاقتور اور عظیم چیز ہے کہ دنیا میں اگر اس کی ایک جھلک ظاہر ہوجائے تو دنیا اس کو برداشت نہیں کرسکتی' وہ ایسی طاقت اور ایسی نورانیت ہے' ایسا نور ہے کہ اس کے سامنے کوئی چیز ٹک نہیں سکتی' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ ہم آپ کو دیکھنا چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دیکھو یہ پہاڑ ہے' ہم اس کے سامنے اپنی ذرا سی جھلک ظاہر کرتے ہیں' اگر یہ پہاڑ ہماری جھلک کو برداشت کرلے تو تم بھی برداشت کرسکو گے' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک جھلک سی ظاہر فرمائی' تو پہاڑ پھٹ گیا' اور جل کر کوئلہ ہوگیا' حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوگئے' تو آخرت کی چیز ہمارے سامنے اس دنیا میں ظاہر نہیں ہوسکتی' اس زندگی میں ہم اس کا تحمل نہیں کرسکتے' ہمارے پاس وہ طاقت نہیں ہے جو آخرت کی چیز کو دیکھ سکے' اس لئے اللہ تعالیٰ نے

اس کو پردوں میں رکھ کر دکھایا ہے' اپنے فرشتہ کے ذریعہ سے اپنے رسول کے اوپر وہ باتیں نازل فرمائیں' اور رسول نے پھر اپنی امت کو بتایا' اتنے واسطوں سے چیز آئی' تب ہم اس کو برداشت کر پارہے ہیں' قرآن مجید حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھ کر سنایا' آپؐ نے یاد کیا' پھر آپؐ نے اپنے صحابہ کرامؓ کو سنایا' صحابہ کرامؓ کے ذریعہ سے اور لوگوں سے ہم تک اللہ کا کلام پہنچا ہے' اگر اللہ کا کلام اپنی اصلی حالت میں ظاہر ہوجائے تو یہ دنیا برداشت نہیں کرسکتی' اس لئے اللہ تعالیٰ نے آخرت کی چیزوں کو مخفی رکھا ہے' پردوں کے پیچھے رکھا ہے کیونکہ انسان اس کو جھیل نہیں سکتا' اس کو برداشت نہیں کرسکتا' لیکن اس کا حکم دیا ہے کہ تم ان کو جان تو لو' تمہیں ان کا علم تو ہونا چاہئے' تاکہ تم اس مصیبت میں نہ پڑو' جس مصیبت میں تم پڑ سکتے ہو' مرنے کے بعد دوسرا عالم شروع ہوجائے گا' اور دوسرے عالم میں وہ چیزیں ظاہر ہوجائیں گی جو اس عالم میں ظاہر نہیں ہوتیں' وہاں کا نظام اللہ تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے کہ اگر اچھے عمل ہیں تو آدمی اس نظام کی نعمتوں اور راحتوں کے لائق قرار پائے گا' اچھے عمل نہیں ہیں تو وہاں کی سزا اور عذاب کا مستحق قرار پائے گا' مصیبت جھیلے گا' عذاب میں مبتلا ہوگا' اس لئے ہمیں ان چیزوں کی فکر کرنی چاہئے' جو ہم کو آخرت میں آرام دینے والی ہیں' اور ان چیزوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے جن سے آخرت میں ہم کو مصیبت پیش آسکتی ہے' ان ہی باتوں کو بتانے کے لئے یہ مدرسے قائم کئے جاتے ہیں' اسی کی بنا پر یہ مدرسے ایمان اور عمل صالح کے لئے روشنی کا مینار ہیں' یہ دکھاتے رہتے ہیں' بتاتے رہتے ہیں کہ دیکھو یہ کفر ہے' یہ شرک ہے' یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے اور یہ اللہ کی فرمانبرداری ہے' تاکہ انسان آخرت کی تباہ کن چٹانوں کا بچ سکے' یہ جہاز جو انسان کی زندگی کے لئے ایمان کا جہاز ہے یہ ان چٹانوں سے بچ سکے' جن چٹانوں سے اس کو سامنا ہے' ان چٹانوں سے بچنے کے لئے ہمیں روشنی کے مینار کی ضرورت ہے' اور یہ روشنی کے مینار ہمارے یہ مدرسے ہیں' ان کو دیکھئے تو بیچارے بڑے معمولی' بالکل غریبوں کے اور ایسے جیسے مفلوک الحال لوگوں کی چیزیں ہوتی ہیں' اس طرح یہ معلوم ہوتے ہیں' معلوم ہوتا ہے کہ بیچارے مدرسے اور کیا مدرسہ کے پڑھانے والے اور کیا مدرسہ کے طالب علم' دیکھئے تو کوئی ان کی حیثیت نہیں معلوم ہوتی' لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے' اللہ تعالیٰ کے عذاب سے جب بچ جائیں گے' تب معلوم ہوگا کہ ان کی کیا اہمیت تھی؟ انشاء اللہ دینی تعلیم حاصل کرکے' اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم کو جان کر' اور خطرات کو سمجھ کر کہ کیا چیز تباہ کرنے والی ہے اور کیا چیز آباد کرنے والی ہے؟ کس طریقہ سے ہم مصیبت سے بچ سکتے ہیں؟ کفر وشرک کی چٹانوں سے کس طرح ہم اپنے جہاز کو بچا کر نکال سکتے ہیں؟ جب یہ چیزیں ان کو معلوم ہوں گے اور یہ اپنی زندگی کو ان کے مطابق ڈھالیں گے اور کفر وشرک کی چٹانوں سے اپنے ایمان کے جہاز کو بچاکے نکال لے جائیں گے تو اس وقت لوگوں کو پتہ چلے گا کہ کون کامیاب ہے؟ کون ناکام ہے؟ کون اچھا ہے؟ کون برا ہے؟ ان معمولی لوگوں کو جب اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل ہوگی اور یہ آخرت میں کامیابی اور نجات کی منزل پر پہنچیں گے تو وہ لوگ جو ایمان وعمل صالح کو نہ جانتے ہیں اور نہ ان پر عمل کرتے ہیں لیکن بہت عیش وآرام کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں اور اس دنیا میں ان کا طوطی بولتا ہے' اور ان کو دیکھ کر لوگ عش عش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کاش! کہ ہم کو یہ چیز مل جائے' اس وقت ان کو پتہ چلے گا کہ کون کامیاب ہے اور کون ناکام ہے؟ کون بچ گیا اور کون تباہ ہوگیا؟ اور اس وقت رونے سے بھی کام نہیں چلے گا اور دہائی دینے سے بھی کام نہیں چلے گا' اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا ہے کہ وہاں اگر تم پکڑے گئے تو پھر تمہارے نہ رونے سے کام چل سکتا ہے اور نہ دہائی دینے سے کام چل سکتا ہے' جو کچھ کرنا ہے یہاں کرنا ہے' یہاں کی تیاری ہی سے وہاں کام چلے گا' وہاں تیاری کا موقع نہیں ہوگا' وہاں تو یہاں کے عمل کی جزا یا سزا ہی بنے گی' انعام بنے گا یا عذاب بنے گا' اور جو جیسا ہے وہاں اسی کے مطابق اس کو چیز ملے گی' پھر وہاں پر اس کا موقع نہیں ہوگا کہ اچھا ہم تیاری کرلیں' اچھا ہم تلافی کرلیں' اچھا ہم کچھ کرلیں' وہاں اس کا موقع نہیں ہوگا' تو سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہم کو یہ معلوم ہو کہ کیا خطرہ ہے؟ کیا خطرہ نہیں ہے؟ کس چیز میں کامیابی ہے؟ کس چیز میں ناکامی ہے؟ کس چیز میں آبادی ہے؟ کس چیز میں بربادی ہے؟ پہلے ہم یہ جان لیں' آپ کو معلوم ہو کہ آپ کو فلاں جگہ جانا ہے' مثلاً آپ کو امریکہ جانا ہے تو لوگ آپ کو مشورہ دیں گے کہ امریکہ آپ جو جائیں گے تو وہاں آپ کو فلاں فلاں چیزیں ملیں گی' ان

کے لئے آپ یہاں سے تیاری کر کے جایئے' فلاں چیز لے جایئے تاکہ وہاں آپ کو دشواری نہ ہو فلاں چیز لے جایئے' وہاں وہ چیز نہیں ملتی' تاکہ آپ آرام کے ساتھ رہ سکیں' تو آپ وہ سب چیزیں لے کے جائیں گے' آپ کو یاد ہوگا کہ شروع میں جب حج کو لوگ جایا کرتے تھے تو باقاعدہ ہدایت دی جاتی تھی کہ دیکھو چھتری لے کر جانا' وہاں بڑی سخت دھوپ ہوتی ہے' چھتری بہت ضروری ہے' دیکھو تم فلاں چیز لے کر جانا' اس کی وہاں ضرورت پڑے گی' اور حج کرنے والا خود بھی پوچھتا تھا کہ کیا کیا لے جائیں؟ تاکہ وہاں ہم کو دشواری نہ ہو' جب آپ کہیں سفر کرتے ہیں' کہیں جاتے ہیں' اور معلوم ہو کہ وہاں سخت جاڑا پڑ رہا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ بھئی بستر لے جانا' دیکھو بستر لے جانے میں بھول نہ ہو' ورنہ وہاں جاکے تمہیں جاڑا لگے گا اور تم پریشان ہوگے' جنوبی ہندوستان میں سردی بہت کم ہوتی ہے اور یہاں ہمارے شمالی ہندوستان میں بہت ہوتی ہے' جنوبی ہند کے لوگ جانتے ہی نہیں کہ سردی کیا چیز ہوتی ہے؟ مدراس کے لوگ ہیں' ان کو سردی سے واسطہ ہی نہیں پڑتا' ہم ندوہ کی بات کر رہے ہیں' لوگ آتے رہتے ہیں' مدارس سے کوئی آدمی جاڑے میں آ گیا' اس کو اندازہ ہی نہیں تھا' اب یہاں پہنچ کر جب اس کو سردی سے واسطہ پڑا تو بیچارہ کانپ رہا ہے اور گھبرا رہا ہے اور جلدی جلدی جاکے سوئیٹر خرید رہا ہے اور کسی طریقہ سے وہ انتظام کر کے نہیں آیا ہے' وہاں سے نہ کوٹ لایا' نہ کمبل لایا اور نہ سوئیٹر لایا' تو اب پریشان ہو رہا ہے' جب آدمی کہیں جاتا ہے تو اس کا سامان لے کے جاتا ہے کہ ہمیں فلاں فلاں چیزوں سے سابقہ پڑے گا' یورپ لوگ جاتے ہیں تو سردی کا بڑا زبردست سامان لے کے جاتے ہیں کہ وہاں بڑی سردی ہوگی' تو اسی طرح کہیں بھی آپ جائیں وہاں کے جیسے حالات ہیں کہ وہاں بڑی سردی ہوگی تو اسی طرح کہیں بھی آپ جائیں وہاں کے جیسے حالات ہیں' وہاں کے جو تقاضے ہیں ان کو سامنے رکھنا پڑے گا اور اگر آپ نہیں رکھیں گے تو وہاں جاکر پریشان ہوں گے' اگر وہ پریشانی موت تک پہنچا سکتی ہے تو آدمی موت تک پہنچ جاتا ہے' تو اس دنیا کے اندر یہ سب چیزیں ہوتی ہیں' ان کو دیکھ کر آدمی عبرت حاصل کر سکتا ہے' آخرت میں جب اس کو جانا ہے' ایک دن اس کی آنکھ کو بند ہونا ہے' اور ہم سب دیکھتے ہیں کہ اس دنیا میں جو بھی آیا ہے' وہ یہاں کبھی رہ نہیں پاتا' ایک عمر گزار کر اس کو یہاں سے جانا ہی پڑتا ہے' جو پیدا ہوا ہے اس کو مرنا ہے' یہ اسی روز طے ہو جاتا ہے' جس روز وہ پیدا ہوتا ہے' یہ بات طے ہو جاتی ہے کہ اس کو مرنا ہے' کب مرنا ہے؟ تھوڑی مدت معلوم ہے عموماً کہ اتنی مدت کے بعد عام طور سے آدمی مر جاتا ہے' سو سال کے اندر ہی سارا حساب بے باق ہو جاتا ہے' شاید لاکھوں میں سے کوئی سو سے اوپر جاتا ہو' ورنہ سب کو معلوم ہے کہ اسی محدود مدت میں آدمی چلا جائے گا' لیکن کہاں جائے گا؟ اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ہمیں کہاں جانا ہے؟ اگر اس سے ہم غفلت برتیں گے تو جہاں جانا ہے وہاں کی مصیبت جھیلنی پڑے گی' وہ مصیبت کتنی سخت ہے؟ اس کا اندازہ اس دنیا کی زندگی میں نہیں کیا جا سکتا' اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جگہ جگہ بتایا ہے کہ جب قیامت کا دھماکہ ہوگا' جب تباہی ہوگی' پہاڑ پھٹ جائیں گے' ریزہ ریزہ ہو جائیں گے' اس طرح اڑنے لگیں گے جیسے روئی کے گالے اور زمین شق ہو جائے گی اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا اور ایسی تباہی آئے گی' جس کو انسان سوچ نہیں سکتا' اس کے خوف اور دہشت سے دودھ پلانے والی عورت بچہ کو دودھ پلانا بھول جائے گی' اور عورتوں کے حمل ساقط ہو جائیں گے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس دن کی فکر کرو' یہ سب ہونے والا ہے' قیامت آئے گی' تو وہ تباہی مچے گی کہ تم سوچ نہیں سکتے اور اس وقت تم کچھ کر نہیں سکتے' اگر تمہارے عمل اچھے نہیں ہیں تو وہ تباہی تم کو تباہ کر کے چھوڑے گی' مصیبت سے نجات پانے کے لئے موت بھی نہیں آئے گی' اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آخرت کی زندگی میں موت نہیں ہے' جو بھی مصیبت ہوگی جھیلتے رہنا پڑے گا' ہمیشہ ہمیشہ جھیلتے رہنا پڑے گا' ختم ہونے ہی میں نہیں آئے گی' آج یہاں ہمارے پیٹ میں درد اٹھتا ہے تو پندرہ بیس منٹ میں گزارنا مشکل ہو جاتا ہے' پندرہ بیس منٹ معلوم ہوتا ہے کہ پورا دن گزر گیا' ذرا سی تکلیف جسم میں کہیں ہوتی ہے تو اس کو جھیلنا آدمی کے لئے مشکل ہو جاتا ہے' خدانخواستہ ایسی تکلیف جو نہ ختم ہونے والی ہو' مسلسل چلے تو اس کو انسان کیسے برداشت کر سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے وہاں موت نہیں رکھی' اس دنیا کی زندگی میں تو یہ ہے کہ تکلیف بہت زیادہ ہو تو آدمی مر جاتا ہے' چھٹی مل جاتی ہے' لیکن آخرت میں یہ بھی نہیں ہے' تو قرآن مجید اور حدیث شریف میں بار بار

ڈرایا گیا ہے کہ دیکھو دیکھو! جہاں تم جا رہے ہو' وہاں کیا پیش آنے والا ہے؟ جیسے روشنی کا مینار جہاز کو بتاتا ہے کہ ادھر سے بچ کے جانا چاہئے' ادھر نہ آنا چاہئے' ورنہ تباہ ہو جائے گا' اسی طرح ہمارے یہ مدرسے روشنی کا مینار ہیں جو بتاتے ہیں اور ایسے لوگ پیدا کرتے ہیں جو یہ بتاسکیں کہ دیکھو! کہاں خطرہ ہے؟ ادھر جاؤ' ادھر نہ جاؤ' یہ کرو' یہ نہ کرو اور دیکھو فلاں چیز کی تیاری کرلو' فلاں چیز کے لئے احتیاط کرلو تاکہ تم مصیبت میں نہ پڑو' تمہاری خیر خواہی میں بتا رہے ہیں' تمہارے فائدے کے لئے بتا رہے ہیں کہ دیکھو یہ کرلو ورنہ تمہیں تکلیف ہوگی' اور جب تکلیف ہوگی تو کوئی بچانے والا نہیں ہوگا' دیکھو اس بات کی احتیاط کرلو' دیکھو یوں کرو' اللہ تعالیٰ نے اپنے جو احکام نازل فرمائے ہیں' ان میں انسان کی کمزوری کی رعایت ہے کہ انسان کیا کرسکتا ہے؟ کیا نہیں کرسکتا؟ انسان پر ایسا بوجھ نہیں ڈالا گیا ہے جو اس سے نہ اٹھ سکے' بلکہ اتنا بوجھ ڈالا گیا جتنا اس سے سنبھل سکے' اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر شب معراج میں جب نمازوں کو فرض کیا گیا' آپ کو بتایا گیا کہ پچاس وقت کی نمازیں ہوں گی' اللہ تعالیٰ نے پچاس وقت کی نمازیں فرض فرمائی تھیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی' انہوں نے کہا کہ میں اپنی امت کو دیکھ چکا ہوں' اور میں جانتا ہوں کہ یہ لوگ کم ہمت ہوتے ہیں' آپ اللہ تعالیٰ سے عرض کیجئے کہ نمازوں کی تعداد کچھ کم کردے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا' اللہ تعالیٰ نے نمازوں کی تعداد کم کردی' پھر انہوں نے کہا کہ مزید کم کرائیے' حتیٰ کہ کم کرتے کرتے اللہ تعالیٰ نے پچاس کو پانچ کردیا' اور فرمایا کہ ہم ثواب تم کو پچاس ہی کا دیں گے' اگر ان پانچ نمازوں کو تم نے ٹھیک سے پڑھا' تو ہم ان کو پچاس نمازیں سمجھیں گے' ہم نے پچاس فرض کی تھیں' ہم پچاس مان لیں گے' لیکن تم ان پانچ نمازوں کو ٹھیک سے پڑھو' اگر تم نے یہ پانچ نمازیں ٹھیک سے ادا کیں تو پچاس نمازیں تمہارے لئے لکھی جائیں گی' اور تم کامیاب رہو گے' اب بتایئے اللہ تعالیٰ نے تو اس طرح فرمایا اور اتنا رحم اور اتنا کرم فرمایا کہ پانچ نمازوں کو پچاس نمازوں کے برابر قرار دیا کہ پڑھو پانچ اور فائدہ اٹھاؤ پچاس کا اور ہم اس پر دھیان ہی نہ دیں' نماز ہی پڑھنے کی طرف توجہ نہ کریں' کیوں؟ اس لئے کہ ہماری اس زندگی میں ہمیں آخرت کی چیز نظر نہیں آرہی ہے' پردہ پڑا ہوا ہے' ہم سمجھ رہے ہیں کہ کچھ بھی نہیں ہے' حالانکہ پردہ کے پیچھے بھیڑیا بیٹھا ہوا ہے مثلاً ہم بہت خوش ہیں' سمجھ رہے ہیں کہ سب خیریت ہے' اور بھیڑیا بیٹھا ہوا ہے پردہ کے پیچھے' ہم دیکھ نہیں رہے ہیں' اگر کوئی شخص آکر کہتا ہے کہ بھئی اس پردہ کے پیچھے بھیڑیا ہے' یہ پردہ جو پڑا ہوا ہے اس کے پیچھے بھیڑیا بیٹھا ہوا ہے تو دنیا کی زندگی میں تو ہمارا معمول یہ ہے کہ کوئی اگر ذرا کہہ دے کہ فلاں سڑک پر کچھ گڑبڑ ہے' ادھر نہ جایئے گا تو ہم اس کی بات مان لیتے ہیں اور ادھر نہیں جاتے' بالکل محتاط ہو جاتے ہیں کہ بھئی وہاں جا کر ہم کیوں مصیبت میں پڑیں' لیکن اللہ کا نبی ہم سے یہ کہتا ہے کہ دیکھو پردہ کے پیچھے کیا ہے؟ دیکھو اس کے بعد کیا ہونے والا ہے؟ فلاں سڑک پر تم نہ جاؤ ورنہ تم مصیبت میں پڑ جاؤ گے' فلاں جگہ تم نہ جاؤ' ورنہ تم تباہ ہو جاؤ گے' فلاں جگہ یہ خطرہ ہے' فلاں جگہ یہ خطرہ ہے' تم اس سے بچو' تو ہم دھیان بھی نہیں دیتے' جیسے ہم سے کوئی کچھ کہہ ہی نہیں رہا ہے' جیسے ہمارے کان میں بات جا ہی نہیں رہی ہے' اس کان سے سن رہے ہیں' اس کان سے اڑا رہے ہیں' حالانکہ ہم اپنی دنیا کی زندگی میں یہ کرتے ہیں کہ ایک آدمی جس کو ہم جانتے نہیں ہیں کہ سچا ہے کہ جھوٹا ہے؟ مکار ہے؟ فریبی ہے؟ یا سچا انسان ہے؟ وہ آکر ہم سے کہہ دیتا ہے کہ بھیا وہاں نہ جاؤ' فلاں جگہ بھیڑیا نکلا ہوا ہے' شہر کے باہر اس طرف نہ جانا' ادھر بھیڑیا نکلا ہوا ہے تو ہم اس کی بات مان لیتے ہیں اور ایسا مان لیتے ہیں کہ جیسے کسی سچے اور بہت اچھے آدمی کی بات مانی جاتی ہے' اس لئے مان لیتے ہیں کہ بھئی کیا پتہ سچ ہی کہہ رہا ہو؟ ہم کاہے کو اپنے کو خطرہ میں ڈالیں' لیکن اللہ کے نبی کی بات ہم نہیں مانتے' اللہ کے نبی کی بات کو ہم اس طرح سنتے ہیں' جیسے کوئی کچھ کہہ ہی نہیں رہا ہے' ہم کو بتایا جاتا ہے' تقریروں میں بتایا جاتا ہے' وعظ میں بتایا جاتا ہے کہ دیکھو اللہ کے نبی نے یہ کہا' دیکھو اللہ نے آخرت کے متعلق یہ کہا' جہنم کے متعلق یہ کہا' جنت کے متعلق یہ کہا' ہم یہ ایسے سنتے ہیں جیسے کوئی بات ہی نہیں' جیسے ہم کوئی شعر سن رہے ہیں' ہم مشاعرہ میں شریک ہوتے ہیں' شعر پڑھے جا رہے ہیں' واہ واہ ہو ہو رہا ہے' مزے سے چلے آئے' جیسے ہم پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے' یہ تفریح کی چیز نہیں ہے کہ سنا اور سن کر اپنے گھر چلے گئے اور فکر بھی نہیں کی کہ کیا کہا گیا اور کیا نہیں کہا گیا؟ یہ معمولی بات نہیں ہے' اللہ کا

نبی اللہ کا نبی ہے' اللہ کا نبی اللہ کا بھیجا ہوا ایلچی ہے' وہ پیغام پہنچانے آیا ہے' آج گورنر کی طرف سے کوئی آدمی آ کر آپ سے کہے کہ یہ آرڈر ہے' آپ کانپ جائیں گے' بیٹھے ہیں تو کھڑے ہو جائیں گے اور اللہ کا بھیجا ہوا آتا ہے' اس کو ہم خاطر میں نہیں لاتے' اس کی بات پر ہم توجہ نہیں دیتے' یہ بہت سوچنے کی بات ہے' وہ اللہ کہ جس نے دنیا کو پیدا کیا' جس نے ہر چیز کو پیدا کیا' ہر چیز پر وہ قادر ہے' ہماری ساری زندگی اور ایک ایک سانس اس کے ہاتھ میں ہے' جس سانس پہ چاہے ہم کو روک دے' ہماری زندگی اسی وقت ختم ہو جائے گی' وہیں ہم رہ جائیں گے' جو اتنا بڑا قادر ہے' وہ ہم کو ڈرائے' اس کا رسول آ کر ہم سے کہے کہ دیکھو رعایت نہیں ہوگی' اگر تم نے یہ نہیں کیا تو سزا پاؤ گے' اور ہم اس کے بعد بھی ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے گھر چلے جائیں' اور ٹھاٹ سے چادر لپیٹ کر سو جائیں' جیسے کوئی بات ہی نہیں' یہ بہت کھٹکے کی بات ہے' اور پھر اللہ تعالیٰ کی غیرت کی بات ہے' اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے' اللہ تعالیٰ ہمارے یہ کرتوت دیکھے اور اس کے بعد ہم سے پوچھے بھی نہیں' ایک عام آدمی کی آپ بات ٹھکرا کر دیکھئے' ایک آدمی آپ سے بات کرنا چاہتا ہے' آپ اس کی بات سننے کے لئے تیار نہ ہوں' وہ کہہ رہا ہے اور آپ اس کی طرف سے منہ پھیرے ہوئے ہیں تو وہ کیا آپ سے خوش ہوگا؟ اللہ کی بات کو ہم توجہ سے نہ سنیں تو کیا اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوگا' پھر عمل نہ کریں تو اس کے بعد کیا ہوگا؟ وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے اور کہلوایا ہے کہ دیکھو اگر تم نے عمل نہیں کیا تو یہ ہوگا' تو یہ چیزیں فکر کی ہیں اور یہ چیزیں ہم کو کیسے معلوم ہوتی ہے؟ قرآن و حدیث پڑھ کر معلوم ہوتی ہیں' ہر ایک تو قرآن و حدیث پڑھ نہیں سکتا' اس لئے مدرسے قائم کئے جاتے ہیں تاکہ کچھ آدمی تو پڑھ لیں' قرآن و حدیث پڑھ کر اللہ کے احکام کو کچھ لوگ تو جان لیں' تاکہ وہ دوسروں کو بتا سکیں اور دوسروں کو توجہ دلاسکیں' تو ان مدرسوں کی بڑی قدر کی ضرورت ہے' یہ روشنی کے مینار ہیں' اگر یہ نہ رہیں گے تو تاریکی ہی تاریکی ہوگی' تب کوئی بتانے والا نہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کس بات سے راضی ہوتا ہے؟ کس بات سے ناراض ہوتا ہے؟ اور کس بات پر پکڑ ہوگی؟ اور کس بات پر پکڑ نہ ہوگی؟ اس کا بتانے والا کوئی نہیں رہ جائے گا' اس لئے یہ مدرسے چاہے دیکھنے میں کتنے ہی معمولی معلوم ہوتے ہوں؟ لیکن یہ بہت اہم ہیں' یہ اسکول وکالج' جتنے بڑے بڑے اسکول و کالج ہوں؟ اگر وہ نہ رہیں تو آپ کا کوئی بڑا نقصان نہیں ہے' بس یہی تو ہوگا کہ بہت بڑی کوئی ملازمت آپ کو نہ ملے گی' آپ کاروبار کرلیجئے گا' یا کسی طریقہ سے اپنا پیٹ پال لیجئے گا' یہی تو ہوگا! نہ ہوں گے آپ بی اے' ایم اے اور پی ایچ ڈی' آپ کام تو چلا لیں گے' لیکن یہ مدرسے نہ ہوئے تو کیا ہوگا؟ یہ مدرسے نہ ہوئے تو کوئی آپ کو بتانے والا نہ ہوگا کہ کس بات سے اللہ خوش ہوتا ہے؟ کس بات سے اللہ ناراض ہوتا ہے؟ اور کس بات سے آخرت میں کامیابی حاصل ہوتی ہے؟ کس بات سے آخرت میں تباہی ہوتی ہے؟ تو ان مدرسوں کی آپ قدر کیجئے اور ان کی اہمیت کو سمجھئے۔ ہماری زندگی کے سوتے اور کامیابی کے چشمے ان سے پھوٹتے ہیں' ان ہی سے ہم کو معلوم ہوگا کہ کامیاب کون ہے؟ ناکام کون ہے؟

حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ کے بعض بندے ایسے ہوتے ہیں کہ دیکھنے میں کچھ نہیں معلوم ہوتے' کوئی ان کی طرف توجہ بھی نہیں کرتا' اگر سامنے سے گزر جائیں تو دھکا کھائیں اور بالکل معمولی حالت میں ہوتے ہیں' لیکن اللہ سے ان کا واسطہ ایسا ہوتا ہے' اللہ کے وہ ایسے نیک بندے ہوتے ہیں کہ اگر اللہ کی طرف سے قسم کھالیں کہ ایسا ہوگا تو ویسا ہی ہو جائے گا' اللہ کو اتنے پسند ہوتے ہیں کہ اگر وہ اللہ کی طرف سے قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم پوری کردے گا' کیوں؟ اس لئے کہ وہ اللہ کے ہو جاتے ہیں' ایک ایک رتی میں وہ اللہ کی مرضی کو اختیار کرتے ہیں' اللہ کو راضی رکھتے ہیں تو اللہ بھی ان سے اتنا خوش ہوتا ہے کہ اگر اللہ کی طرف سے وہ وعدہ کرلیں' قسم کھالیں تو اللہ وہ کردے گا کہ کبھی ان کا دل نہ ٹوٹے' اور دیکھنے میں ایسے معمولی معلوم ہوتے ہیں کہ خود حدیث شریف میں ہے کہ کوئی سوچتا ہی نہیں کہ یہ بھی کوئی معقول آدمی ہوں گے' پھٹے پرانے کپڑے سیدھے سادھے سے' گزر جائیں کہیں سے تو کسی کو توجہ بھی نہ ہو کہ کون صاحب گزر رہے ہیں' لیکن ہر ایک نہیں' ہر معمولی آدمی ایسا نہیں ہوتا' بلکہ وہ جس کا اللہ سے ایسا گہرا تعلق ہو تو اللہ تعالیٰ ان کی رعایت کرے گا' چاہے کپڑے ان کے جیسے ہوں' چاہے ان کی حالت جیسی ہو' دنیا ان کے بارے میں چاہے جو سوچتی ہو' ان کے مقابلہ میں جو لوگ اللہ کو راضی اور خوش کرنے کی فکر نہیں کرتے اور دنیا میں بڑے کروفر سے رہتے ہیں' اللہ تعالیٰ

ے یہاں ان کی کوئی قیمت نہیں' حدیث شریف میں آتا ہے کہ اگر دنیا کی حقیقت اللہ کی نظر میں مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کافر کو (یعنی خدا کے منکر کو) پینے کو پانی بھی نہ ملتا' لیکن دنیا اللہ کی نظر میں اتنی گھٹیا ہے کہ جیسے گھورا ہے' جیسے گندگی کا کوئی ڈھیر ہے' جس آدمی کو خدا پسند نہیں کرتا وہ گندگی کے ڈھیر میں گھس جاتا ہے' اللہ کا اس میں کیا نقصان ہے؟ اور آپ دیکھتے ہیں کہ کہیں گندگی کا ڈھیر ہوتا ہے' اس میں سور گھستے رہتے ہیں' سور اس میں سے کھاتے رہتے ہیں' انسانوں کو کوئی خیال ہوتا ہے کہ سور کھا رہا ہے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں دنیا ایسے ہی ہے' گندگی کا ایک ڈھیر ہے' کافر کھا رہا ہے کھائے' گندگی کھا رہا ہے' گندگی کے اندر لوٹ رہا ہے' ٹھیک ہے کافر ہے' اللہ کا ناپسندیدہ ہے' وہ گھورے میں پڑا ہے' گندگی کھائے' کیا ہے؟ کھائے' لیکن اللہ کے بعض نیک بندے ایسے ہوتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ وہ دیکھنے میں بہت معمولی ہوتے ہیں' کوئی ان کو اہمیت نہیں دیتا' لیکن اللہ کے پسندیدہ ہوتے ہیں' وہ اگر قسم کھالیں اللہ کی طرف سے تو اللہ ان کی قسم پوری کردے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی اتنی رعایت کرتا ہے اور کافر کا یہ ہے کہ جو چاہے کرے' وہ کیا کھا رہا ہے' کیا پہن رہا ہے' شان دکھا رہا ہے' یہ شان کیا ہے؟ گھورے کی شان' گندی چیز کی شان' اللہ کے نزدیک کفر و شرک کا سب سامان گندا ہے' گھورا ہے' تو مومن کی شان یہ ہے کہ دنیا کی ان چیزوں کی وہ گھٹیا سمجھے' دنیا کے کافرانہ کروفر کو' اس شان و شوکت کو سمجھے کہ اس کی کوئی قیمت اللہ کی نظر میں نہیں ہے' اللہ کی نظر میں قیمت کس چیز کی ہے؟ نیک عمل کی' دل پاک ہو' دل صاف ہو' دل کے اندر اللہ ہو' اور دماغ کے اندر اللہ ہو' اس کے اندر اللہ کے حکم کی پابندی کا جذبہ ہو' آخرت کی فکر ہو' اور ڈر ہو اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں ہماری پکڑ نہ کرے' ڈرا ڈرا سا رہے' سہما سہما سا رہے کہ آخرت میں کہیں ہماری پکڑ نہ ہو تو اس کی حیثیت ہے' اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا رتبہ ہے' اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی عزت ہے' اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی عزت ہے' اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا لحاظ ہے؟ اور جو دنیا میں لوٹ رہا ہے' دنیا کی لذتوں میں منہمک ہے تو اللہ کے نزدیک وہ ایسے ہی ہے جیسے گھورے کے اندر کوئی جانور لوٹ رہا ہو' تو میں اصل میں اس بات کو آپ کے سامنے رکھنا چاہتا تھا کہ ان مدرسوں کی قدر کیجئے' اور ان کی اگر ناقدری کریں گے تو یہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کے خلاف ہوگا' اللہ تعالیٰ کی جو چیز ہے وہ سستی نہیں ہے' قیمتی ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مال قیمتی ہے' اللہ تعالیٰ کا مال سستا نہیں ہے کہ آپ کو یوں ہی مل جائے' بے سوچے سمجھے مل جائے' بغیر محنت کے مل جائے' بغیر محنت کے مل جائے' بغیر فکر و توجہ کے مل جائے' نہیں! یہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کے خلاف ہے' آپ اس کے مال کو' اس کی چیز کو قدر سے لیں گے تو وہ دے گا' قدر نہیں کریں گے تو نہیں دے گا' اللہ تعالیٰ کو اپنی چیز عزیز ہے' وہ ناقدروں کو نہیں دے گا' قدر کرنے والوں کو دے گا' اس لئے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیں اللہ کی چیز کی قدر کرنی چاہئے اور اس کی اہمیت کو سمجھنا چاہئے اور جب ہم اس کی قیمت کو سمجھیں گے' اس کی قدر کریں گے' تو اللہ تعالیٰ دے گا' اللہ تعالیٰ خوش ہوگا' اور جب اللہ تعالیٰ دے گا تو پھر بیڑا پار ہے' جب اللہ تعالیٰ دینے پر آئے تو کون روک سکتا ہے؟ اس لئے ہمیں قدر کرنی چاہئے کہ جہاں اللہ کا نام لیا جاتا ہو' اللہ کا نام سکھایا جاتا ہو' اللہ کے احکام بتائے جاتے ہوں' وہ جگہ سب جگہوں سے بہتر ہے' وہ اللہ کی جگہ ہے اور دوسری جو جگہ ہے وہ انسانوں کی جگہ ہے' جانوروں کی جگہ ہے' بادشاہوں کی ہو تو بھی وہ انسانوں کی جگہ ہے' اللہ کی جگہ کا مقابلہ وہ نہیں کرسکتی' اس لئے مسجد اور مدرسہ ان دونوں کی قدر کیجئے اور سمجھئے کہ ان کی نسبت اللہ سے ہے' یہ اللہ کی چیز ہے' اس لئے اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھئے' تاکہ اللہ تعالیٰ کو برا نہ لگے' یہ مدرسے روشنی کے مینار ہیں' ان کی روشنی میں کفر اور شرک کی چٹانوں سے اپنے جہاز کو بچا کے نکالئے اور آپ اسی وقت نکالیں گے جب آپ کو روشنی مل رہی ہوگی' جو بتاسکے کہ کدھر چٹان ہے؟ کدھر چٹان نہیں ہے؟ کہاں آپ تباہ ہوسکتے ہیں؟ خدانخواستہ' اور کہاں آپ بچ کے نکل سکتے ہیں؟ لہٰذا قدر کیجئے ان چیزوں کی' اللہ تعالیٰ برکت دے اور مجھ کو بھی قدر کی توفیق عطا فرمائے اور آپ سب کو بھی اللہ اور اللہ تعالیٰ اپنے صحیح راستہ پر چلنے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے' اور ہم سے راضی ہو' اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہی اصل ہے' ساری باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم اللہ کو کیسے راضی کریں؟ اس کو راضی کرنے کے جو بھی طریقے ہیں' ان کو ہم کس طرح اختیار کریں؟ اور کس طرح اللہ کو راضی کریں؟ یہ ہمارے کرنے کی چیز ہے۔

☆☆............☆☆

قسط نمبر۲

شیخ فریدالدین عطارؒ کے فرمودات

بزرگوں کی باتیں

مولانا منظور احمد الحسینی' لندن

خدمت گزاری کے فائدوں کے بیان میں شیخ عطارؒ فرماتے ہیں:

"اے لڑکے! جہاں تک ہوسکے خدمت اختیار کرتا کہ تیرے مقصد کا گھوڑا زین کے نیچے آجائے' یعنی قابو ہوجائے' انسان جب نیک لوگوں کی خدمت کرتا ہے تو گھومنے والا آسمان اس کی خدمت کرتا ہے' یعنی خدا راضی ہوتا ہے' جس نے خدمت کے لئے کمر باندھ لی' دنیا کی مصیبتوں سے امن میں ہوجاتا ہے' جو شخص نیک لوگوں کی خدمت کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کو دولت اور عزت والا کردیتا ہے' خدمت گزاروں کا ٹھکانہ بہشت میں ہوگا' محشر کے دن بغیر حساب اور بغیر عذاب کے خدمت گزار اپنے بھائیوں کی سفارش کرنے والے ہوں گے' جہاں میں ان کا مرتبہ بلند ہوگا' اگرچہ خدمت گزار گناہگار' قلاش اور مفلس ہو' پھر بھی سو بخیل عابد سے بہتر ہوگا' ہر خدمت گار کو اللہ تعالیٰ دیتا ہے نمازیوں اور روزہ داروں کا ثواب اور مزدوری' جو شخص خدمت کے لئے کمر باندھ لیتا ہے معرفت الٰہی کے درخت سے وہ پھل کھاتا ہے' جو شخص خدمت گزار ہوگیا اسے بہشت کے باغات دیتے ہیں' نیز نمازیوں کا ثواب بھی اسے دیتے ہیں۔"

صدقہ کے بیان میں فرماتے ہیں:

"تاکہ اللہ تعالیٰ کے قہر و عذاب سے محفوظ ہوجائے' ظاہر اور پوشیدہ خیرات دیتا رہ' ہر صبح سویرے صدقہ دیا کر' تاکہ اللہ تعالیٰ تجھ سے مصیبتوں کو پھیر دے' ہر وہ شخص جس کی صدقہ خیرات کی عادت ہوجاتی ہے' بلاشبہ اس کی زندگی زیادہ ہوجاتی ہے' جو شخص انسانوں کے حق میں نیکی کرتا ہے لوگوں میں سے بہتر اسی کو سمجھ لے۔"

مہمان کی تعظیم کے بیان میں فرماتے ہیں:

"اے بھائی! مہمان کو اچھی طرح رکھ' مہمان اللہ تعالیٰ کی عطا (دین) ہے۔ مہمان اپنی روزی ساتھ لاتا ہے' پھر میزبان کے گناہ لے جاتا ہے' جس کسی کو خدائے جبار دشمن رکھتا ہے مہمان کو اس کے گھر سے روک دیتا ہے۔ اے بھائی! مہمان کو عزت والا رکھ تاکہ تو بھی رحمن مولیٰ کی طرف سے عزت پائے' جو مومن' مہمان کو اچھی طرح رکھتا ہے' اللہ تعالیٰ جنت کا دروازہ اس پر کھول دیتے ہیں' جس کی طبیعت مہمان سے تنگ ہوگئی' اس سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ناراض ہوں گے' جو بندہ مہمان کی خدمت کرتا ہے اپنے آپ کو رحمن مولیٰ کے لائق کرتا ہے' جس نے مہمان کو خندہ پیشانی سے دیکھا' اللہ تعالیٰ سے بے اندازہ مہربانیاں دیکھے گا' اے لڑکے! مہمان کی عزت کر' اگر کافر بھی ہو تو اس پر دروازہ کھول دے' مہمان اللہ تعالیٰ کریم کی بخششوں میں سے ہے' جو اس سے چھپ جائے وہ کمینہ ہوتا ہے' جو ننگے جسم والے کو کپڑا پہناتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے رحمت کا پروانہ دیتا ہے۔"

قناعت کے باب میں شیخ عطارؒ رقمطراز ہیں:

"اے لڑکے! ہمیشہ قناعت کے ساتھ موافقت کر' اگرچہ کوئی چیز فقیری سے

زیادہ کڑوی نہیں ہے۔ اے امانت! دنیا سے کیا حاصل ہوگا: تو ڑ کفن کا ٹکڑا اور تین گز دفن کی زمین' جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیا وہی تیرا ہے' جو تجھ سے رہ گیا وہ تیری جان کے لئے مصیبت ہے' جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھوڑے پر راضی ہوجائے اس کی حاجت کو اللہ تعالیٰ پورا کرنے والا ہوگا۔

سخاوت کے نتائج کے بیان میں فرماتے ہیں:

"اے بھائی! سخاوت میں کوشش کر' تاکہ سختی کے بعد نرمی پاسکے۔ اے بھائی! ہمیشہ سخاوت کرنے والا بن اس لئے کہ سخی مرد وزخی نہیں ہوتا۔ سخی مرد کے چہرہ پر روشنی اور صفائی ہے' کیونکہ وہ بہشت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی ہوگا' اللہ تعالیٰ نے بہشت کے دروازہ پر لکھ دیا ہے کہ سخیوں کی جگہ بہشت ہے' سخیوں کو جہنم کے ساتھ کوئی کام نہیں۔ بخیل کی جگہ سوائے جہنم کے کہیں نہیں' کسی بخیل کا گزر بہشت کی طرف نہیں ہوگا' بلکہ اس کو بہشت کی خوشبو بھی نہیں پہنچے گی' جہنم کی خاص جگہ جس کو "سقر" کہتے ہیں بڑائی والوں اور بخیلوں کا ٹھکانہ ہوگا۔ اے لڑکے! سخاوت میں شہرت حاصل کرلے' بخیلی اور بڑائی سے دور ہوجا' سخاوت والا رہ اور انکساری کو وطیرہ بنالے تاکہ تیرے دل کا چہرہ چودھویں کا چاند بن جائے۔"

دنیاوی نصیحتوں اور فائدوں کے بیان میں شیخ عطارؒ فرماتے ہیں:

"اے لڑکے! شروع دن میں نیند نہ کر' نفس کو بُری عادت مت سکھا' دن کے آخری حصہ میں بھی تیرا سونا اچھا نہیں ہے' دھوپ اور سائے کے درمیان سونا حکمت کے خلاف ہے' اے لڑکے! اکیلے سفر پر مت جا' اکیلے سفر پر جانا تیرے لئے خطرہ ہے' دن اور رات ہمیشہ دعا میں لگا رہ' تاکہ تیرا مرتبہ اور قدر اللہ تعالیٰ بڑھائے' جاپوشیدگی میں نیکی ہی نیکی کر' تاکہ جہان میں تیری زندگی زیادہ ہو' جو شخص گناہوں اور نافرمانی کا رخ کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کی روزی میں تنگی کردیتے ہیں' جھوٹی بات سے روزی کم ہوجاتی ہے' نیند کم کرنی چاہئے' جو شخص رات کو ننگے ہوکر سوتا ہے وہ اپنے نصیبے میں کمی کرتا ہے' بالکل ننگے ہوکر پیشاب کرنا فقیری لاتا ہے' بلکہ بہت غم اور بڑھاپا لاتا ہے' بازار میں دیر سے جایا کر اور جلدی باہر آجایا کر' اس لئے کہ بازار جانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اے لڑکے! زیادہ سونا فقر وفاقہ لاتا ہے' نیند کم کر۔ اے لڑکے! بیدار رہ' گھر سے مکڑی کا جالا دور کر کیونکہ اس کے رہ جانے سے روزی میں کمی ہوتی ہے' فضول خرچی نہ کر' اس سے ایسی تکلیف ہوتی ہے جیسے بھرے ہوئے زخم دوبارہ ہرے ہوجائیں' اگر تجھے وسعت ہو تو تنگی نہ کر' جب تو گھوڑے پر سوار ہے تو راستے میں لنگڑا پن اختیار نہ کر' (اگر خدا نے نعمت دی ہے تو جائز کاموں میں حوصلے سے خرچ کرنا چاہئے)۔"

صبر کے فائدوں کے بارے میں شیخ عطارؒ تحریر فرماتے ہیں:

"تاکہ زمانے میں صبر کرنے والوں میں سے ہوجائے تو زیادہ سختی دیکھنے سے غم نہ کر' اگر تو مصیبت میں اپنے چہرے کو کھٹا کرے تو خبردار! تو اپنے آپ کو صابروں میں سے شمار نہ کر' جس وقت تو مصیبت میں صبر کرنے والا نہیں ہے تو اہل صدق کے نزدیک تو شکر گزار نہیں ہے' تیرا صبر کرنا شکایت کے بغیر بہتر ہے' کسی کے پاس اپنے مخلص دوست کی شکایت نہ کر' انسان خدمت سے آخرت تک پہنچا ہے' لیکن حدود شرعیہ کے احترام سے مولیٰ (خدا) تک پہنچا ہے۔ اے لڑکے! اگر تو اختلاف کے اردگرد نہ گھومے' اس وقت صبر کے بارے میں بات کرنی تجھے زیب دیتی ہے (یعنی اگر انسان اختلاف کا راستہ چھوڑ دے تو صابر کہلا سکتا ہے) اگر تو خوشی کا انتظار رکھتا ہے تو مصیبت میں صبر کے سوا تیرا کوئی کام نہ ہو۔

(جاری ہے)

جواب آں نظم

محمد شریف جالندھریؒ

لب پہ ہیں ترانے الفت کے' دل خوفِ خدا سے خالی ہے
حق بات ہے یہ دنیا والو! مرزا کی نبوت جعلی ہے
چہرے پہ نقاب تقدس کا اور دل پہ تسلط باطل کا
مخلوق کو بہکانے کی عجب ظالم نے راہ نکالی ہے!
"استاد ملائک" نے جانے کیا پھونک دیا ہے کانوں میں
دعویٰ ہے نبوت کا لیکن' اک بات میں سو سو گالی ہے
جو دامن محمد چھوڑ گئے اللہ سے ناطہ توڑ گئے
ان بندوں کا دنیا میں تو کیا عقبیٰ میں بھی شیطان والی ہے

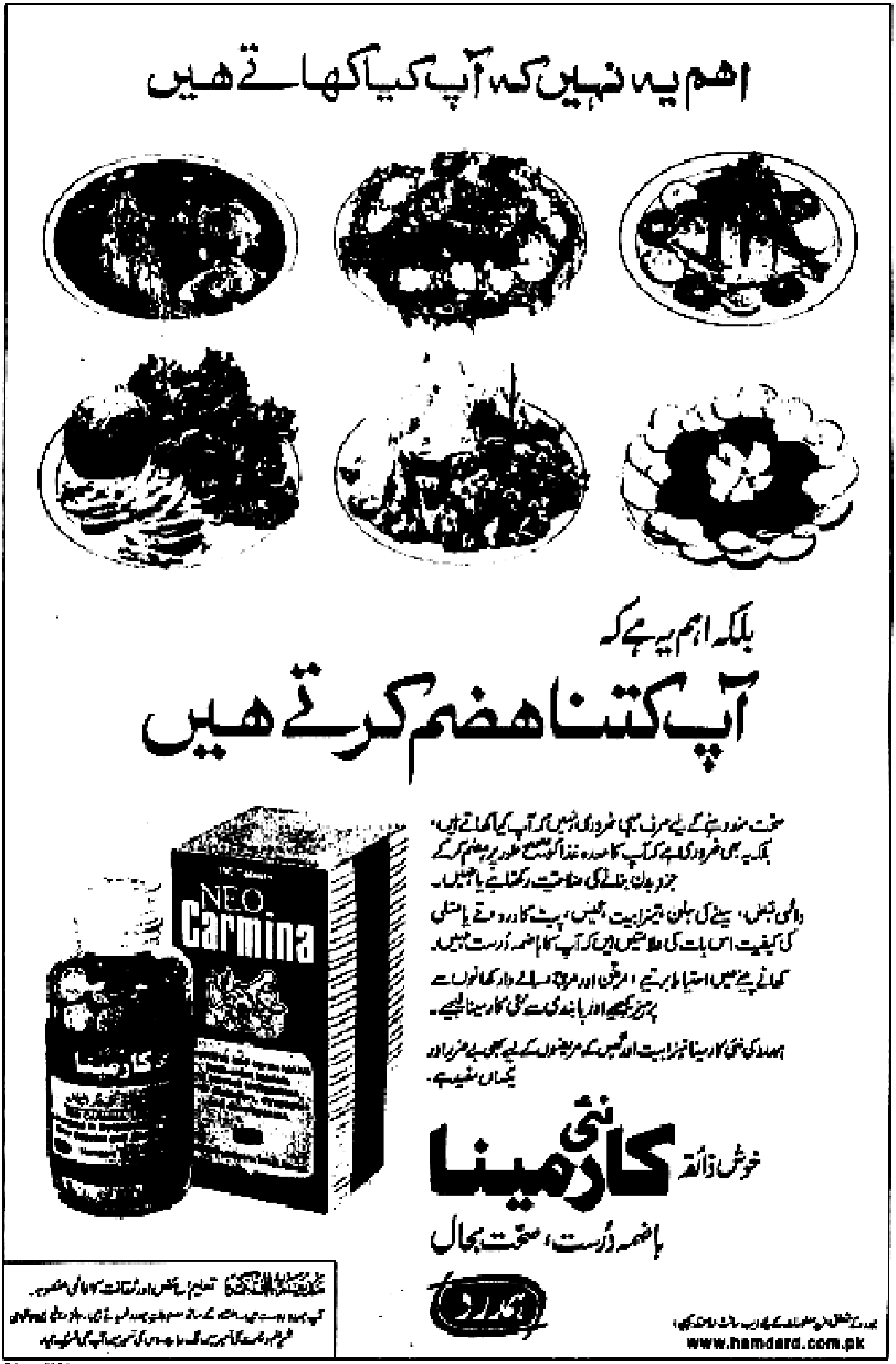
اہم یہ نہیں کہ آپ کیا کھاتے ہیں
بلکہ اہم یہ ہے کہ
آپ کتنا ہضم کرتے ہیں
صحت مند رہنے کے لیے صرف یہی ضروری نہیں کہ آپ کیا کھاتے ہیں، بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ آپ کا معدہ غذا کو صحیح طور پر ہضم کرکے جزوِ بدن بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے یا نہیں۔
دائمی قبض، سینے کی جلن، تیزابیت، گیس، پیٹ کا درد یا متلی کی کیفیت اس بات کی علامتیں ہیں کہ آپ کا ہاضمہ درست نہیں۔
کھانے پینے میں احتیاط برتیے، مرغن اور مرچ مسالے دار کھانوں سے پرہیز کیجیے اور پابندی سے نئی کارمینا لیجیے۔
ہمدرد کی نئی کارمینا تیزابیت اور گیس کے مریضوں کے لیے بھی بے ضرر اور یکساں مفید ہے۔
NEO
Carmina
کارمینا
خوش ذائقہ
نئی کارمینا
ہاضمہ درست، صحت بحال
ہمدرد
www.hamdard.com.pk

قاضی عبداللطیف اختر ؒ

حیات وخدمات

قاضی محمد سلطان رحمۃ اللہ علیہ بانی شجاع آباد نواب شجاع مرحوم کے اساتذہ میں سے تھے۔ جب شجاع آباد کی بنیاد رکھنے کا وقت آیا تو نواب مرحوم نے قاضی محمد سلطانؒ کے مشورہ اور ان کے آمادہ کرنے پر شہر کا نام شجاع آباد رکھا۔ نواب صاحب نے شہر کے درمیان ایک خوبصورت مسجد تعمیر کرائی اور شہر میں شاہی عیدگاہ بھی بنوائی۔ اس کی خطابت کے فرائض قاضی محمد سلطانؒ کے سپرد کئے گئے۔ یہی شاہی مسجد اور شاہی عیدگاہ اس دور سے قاضی خاندان کے زیرانتظام چلی آرہی ہے۔

قاضی محمد سلطانؒ کے بعد قاضی حبیب اللہ ایک بہت بڑی علمی اور روحانی شخصیت گزرے ہیں‘ جو اپنے دور کے جید علمأ کرام میں شمار ہوتے تھے۔ قاضی حبیب اللہ کے دو بیٹے تھے‘ قاضی محمد امین جو ایک اچھے عالم تھے‘ دوسرے فرزند قاضی محمد یاسین جو ایک فاضل اجل‘ عالم بے بدل‘ جرأت مند اور بہادر عالم دین اور شعلہ بیان مقرر تھے۔ قاضی محمد امین کے صاحبزادے خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ تھے‘ جن کی شخصیت محتاج تعارف نہیں‘ جبکہ قاضی محمد یاسین کی اولاد میں قاضی عبداللطیف اختر تھے جو اپنے خاندان کی روایات کے امین‘ نڈر خطیب اور شعلہ بار مقرر تھے۔

قاضی عبداللطیف اختر نہ صرف خطیب پاکستان حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے چچازاد بھائی تھے‘ بلکہ ان کے داماد اور جانشین بھی تھے۔

مرحوم نے اپنی جوانی کی بہاریں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے وقف کئے رکھیں۔ مجلس کے مرکزی مبلغین میں سے تھے۔ مجلس کے دارالمبلغین سے سند فضیلت حاصل کرنے والی دوسری کھیپ میں آپ سرفہرست تھے۔ مرحوم نے رد قادیانیت‘ فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ سے پڑھی اور ایک عرصہ تک مجلس کے پلیٹ فارم سے پورے ملک میں احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

۲۳/نومبر ۱۹۶۶ء کو جب خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کی رحلت ہوئی تو قاضی عبداللطیف اخترؒ کو آپؒ کا جانشین اور شاہی مسجد اور عیدگاہ کا خطیب مقرر کیا گیا۔ تقریباً نصف صدی تک آپ نے شاہی مسجد و عیدگاہ میں دین حق کا دیپ جلائے رکھا۔ مرحوم شعلہ بیان خطیب تھے۔

حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کی رحلت کے بعد اگرچہ آپ نے مجلس کی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا لیکن مجلس مرکزیہ سے تعلق برقرار رکھا۔ مجلس نے بھی اس تعلق کو نبھایا۔ جب تک آپؒ تندرست رہے‘ مجلس کی کانفرنسوں میں شرکت فرماتے رہے۔ کچھ عرصہ تنظیم اہلسنت پاکستان کے پلیٹ فارم سے بھی دعوت وتبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔

مرحوم کو اللہ پاک نے تین بیٹے عنایت فرمائے۔ ایک جوانی کے عالم میں قتل ہوگیا‘ جبکہ دوسرا اغوا ہوا جس کا کوئی پتہ نہ چل سکا۔ دوسرے بیٹے کے صدمہ نے انہیں نڈھال کردیا اور مجموعہ عوارض بنادیا۔ نوجوان بیٹے کے صدمہ سے اندرونی طور پر چکنا چور ہوگئے‘ گمشدگی کے دنوں میں جب ممبر پر بیٹھتے تو گریہ طاری ہوجاتا۔ بچے کی تلاش کے لئے تمام تر ممکنہ ذرائع اختیار کئے لیکن آج تک اس کا کوئی پتہ نہ چل سکا۔ تاہم اپنے آپ کو سنبھالا دیا اور خطابت کا سلسلہ شروع کردیا۔

شوگر کے عارضہ کی وجہ سے اپنے اکلوتے

فرزند قاضی قمر الصالحین کو اپنی زندگی ہی میں شاہی مسجد اور عید گاہ کا متولی و خطیب مقرر کر دیا۔

عید الفطر کے بعد راقم الحروف نے ملاقات کے لئے حاضری دی تو بہت خوش ہوئے اور اکابرین کے حالات و واقعات سناتے رہے اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔ یہ بندہ کی ان سے آخری ملاقات تھی۔

سال رواں میں جنوری کے آخری عشرہ میں بندہ سندھ کے سفر پر تھا، واپس آیا تو اخبارات میں یہ خبر نظر سے گزری کہ قاضی عبداللطیف اختر رحلت فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

برادرم قاضی قمر الصالحین کی زبانی معلوم ہوا کہ مرحوم ۲۵/جنوری ۲۰۰۴ء کو صبح اٹھے، وضو کیا، سنتیں ادا کیں تو بچی سے فرمایا کہ چائے پلائیں، بچی چائے لے کر آئی تو انہیں آواز دی لیکن کوئی جواب نہ آیا، ہلایا گیا تو روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ یوں حالت سجدہ میں صبح کی نماز کے دوران آپ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

اسی روز ظہر کی نماز کے بعد ہائی اسکول کے وسیع و عریض گراؤنڈ میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ امامت کے فرائض ابن امیر شریعت پیر جی سید عطاء المہیمن شاہ بخاری نے سرانجام دیئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ رفقاء سمیت شریک جنازہ ہوئے۔ مرحوم کو اپنے والد محترم کے قدموں میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

"آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے"

☆☆..........☆☆

حضرت مولانا حفیظ الرحمن خان انتقال فرما گئے

گولارچی، بدین (رپورٹ: مولانا محمد علی صدیقی) فاضل دیوبند، بزرگ رہنما مولانا حفیظ الرحمن خان بانی و صدر "ادارہ المسلم" گولارچی گزشتہ دنوں انتقال فرما گئے۔ مولانا مرحوم بڑی صفات کے حامل بزرگ تھے، بھوپال کے شہر جہانگیر آباد کے رہنے والے تھے، ابتدائی تعلیم بھوپال میں حاصل کی اور پھر دارالعلوم دیوبند میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے دورہ حدیث مکمل کیا۔ پاکستان بننے کے بعد کراچی تشریف لائے اور یہاں آگرہ تاج کالونی میں قیام پذیر ہوئے۔ مولانا مرحوم کے بقول وہ ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے، جبکہ ۲۹/فروری ۲۰۰۴ء کو ان کا انتقال ہوا، اس طرح کل ۹۸ سال کی عمر پائی۔

مرحوم نے اپنے پسماندگان میں تین بیٹے، ایک بیٹی اور ایک بیوہ چھوڑی۔ ۱۹۶۱ء میں زمینداری کے سلسلہ میں گولارچی، ضلع بدین تشریف لائے، یہ ایک انتہائی پسماندہ علاقہ تھا، دوستوں کے ساتھ مل کر "ادارہ المسلم" قائم کیا، اس سے قبل اس علاقہ میں ہندوؤں کے ساتھ ساتھ قادیانی کافی تعداد میں آباد ہو رہے تھے۔ اس ادارہ کے تحت دو مسجدیں مدینہ مسجد گولارچی اور چک نمبر ۳ کی مسجد بنائی۔ خود خطبہ اور درس دیا کرتے تھے۔ دونوں مساجد میں امامت کے لئے علمائے دین رکھے ہوئے تھے، آپ کے بات کرنے کا انداز بہت ہی احسن تھا۔ قادیانیت کے مقابلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سرپرستی فرماتے تھے۔ حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ اور دیگر اکابرین کا تذکرہ کر کے خود بھی اور دوسروں کو بھی آبدیدہ کر دیا کرتے تھے۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں کراچی سے آپ کی گرفتاری ہوئی۔ ۱۹۷۴ء میں گولارچی کے علاقہ میں قادیانیوں کے خلاف کام کیا۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا احتشام الحق تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے دوستانہ مراسم تھے۔ مولانا احتشام الحق تھانویؒ سے گولارچی مدینہ مسجد کا سنگ بنیاد و افتتاح کرایا۔ امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ جب بھی کراچی تشریف لاتے تو مولانا مرحوم ان سے ملنے کے لئے دفتر ختم نبوت تشریف لاتے۔ راقم کے گولارچی ختم نبوت کے سلسلہ میں آنے کے بعد جب بھی ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوتی تو مولانا مرحوم اس میں تشریف لاتے اور اس کی صدارت کرتے۔

حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے خلف الرشید حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ العالی سے بہت محبت فرماتے تھے۔ مولانا مرحوم کے انتقال پر ایک بہت بڑا خلا خصوصاً گولارچی کے لئے پیدا ہو گیا ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم' مولانا عزیز الرحمن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مولانا نذیر احمد تونسوی' مولانا مفتی محمد جمیل خان' مولانا احمد میاں حمادی' مولانا محمد نذر عثمانی' مولانا محمد علی صدیقی' حکیم مولوی محمد عاشق نقشبندی نے ان کے انتقال پر اہل خانہ سے تعزیت اور بلندی درجات کی دعا کی۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا تبلیغی دورہ

عارف والا (نمائندہ ختم نبوت) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جامعہ فاروقیہ عارف والا میں جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں کی فطرت میں ملک وملت دشمنی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے' جب بھی ملک وملت پر کوئی آفت آتی ہے تو قادیانیوں کے گھر گھی کے چراغ جلتے ہیں۔ ذوالفقار علی بھٹو تختہ دار پر لٹکائے جائیں یا جنرل ضیاء الحق کا طیارہ کریش ہو' شاہ فیصل شہید ہوں یا افغانستان تہس نہس ہو' ہر واقعہ میں قادیانیوں کو اپنی حقانیت نظر آتی ہے' انہوں نے کہا کہ قادیانیت کے خاتمہ تک اس کا تعاقب جاری رہے گا۔

دریں اثنا جامعہ عربیہ اسلامیہ بورے والا میں درس حدیث کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جامعہ کے بانی مولانا حافظ عبدالرحیم نعمانیؒ کی عظیم الشان خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا' مغرب کے بعد ڈی بلاک کی مسجد میں ایک اجتماع سے مولانا نے خطاب کیا۔ اس مسجد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک بانی ممبر مولانا شیخ احمد خطیب رہے ہیں۔ مولانا مرحوم ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں شہید ہوگئے تھے۔ مولانا شجاع آبادی نے مولانا مرحوم کی خدمات پر انہیں خراج عقیدت پیش کیا اور ''مسئلہ ختم نبوت احادیث کی روشنی میں'' کے عنوان پر خطاب کیا۔ عشاء کے بعد جامعہ حنفیہ کے سینکڑوں طلبہ سے دینی تعلیم کی اہمیت' علماء دیوبند کی تحریک آزادی' تحریک ختم نبوت' تحریک نظام مصطفیٰ' عیسائیت کا تعاقب' پرویزیت کا تعاقب' تحریک ریشمی رومال میں خدمات جیسے عنوانات پر خطاب کیا اور طلباء سے کہا کہ وہ اپنے اوقات کو تعلیم وتعلم اور مطالعہ وتکرار میں صرف کریں۔ انہوں نے ''آئینہ قادیانیت'' نامی کتاب کی اہمیت وافادیت سے طلباء کو آگاہ کیا۔ اس موقع پر تقریباً دوسو طلباء نے اس کتاب کی خریداری کا اعلان کیا۔

اگلے روز مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مقامی مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی کی معیت میں تلمبہ تشریف لے گئے۔ تلمبہ میں مشہور تبلیغی رہنما مولانا طارق جمیل کے مدرسہ کا معائنہ کیا اور ان کے انداز تعلیم سے متاثر ہوئے۔ بعدازاں مولانا شجاع آبادی نے جامع مسجد (بڑی) تلمبہ میں ظہر کی نماز کے بعد ایک اجتماع سے خطاب کیا۔ جمعیت علماء اسلام پنجاب کے سابق امیر' حضرت رائے پوریؒ کے خلیفہ مجاز' تحریک ختم نبوت کے ممتاز رہنما مولانا سید نیاز احمد گیلانیؒ اس مسجد کے خطیب رہے ہیں۔ مولانا شجاع آبادی نے سامعین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مولانا سید نیاز احمد گیلانیؒ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں گرفتار ہوئے' جب انہیں ہتھکڑی پہنائی گئی تو انہوں نے زور سے ''اللہ اکبر'' کہہ کر جب دونوں ہاتھوں کو جھٹکا دیا تو ہتھکڑی ٹوٹ گئی' دوسری ہتھکڑی پہنائی گئی تو وہ بھی اسی طرح ٹوٹ گئی' اسی طرح تیسری مرتبہ بھی ہوا۔ اس موقع پر مولانا شجاع آبادی نے حضرت مولانا گیلانیؒ کی سیاسی' دینی اور تحریکی خدمات پر ان کے حضور عقیدت کے پھول نچھاور کئے۔

تلمبہ سے مولانا شجاع آبادی میاں چنوں تشریف لائے' جہاں مقامی علمائے کرام مولانا محمد یوسف' قاری اللہ بخش فانی اور قاری نذیر احمد سے ملاقات کی اور درس قرآن کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی نظر بندی اور انہیں مجرم کی حیثیت سے پیش کرنے پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اسے یہود' ہنود اور قادیانی لابی کی سازش قرار دیا۔ مولانا شجاع آبادی نے کہا کہ جو قومیں اپنے محسنوں کے ساتھ ایسا سلوک کرتی ہیں ان کا نام ونشان مٹ جاتا ہے۔ مولانا شجاع آبادی ۹/محرم کو ''لے والا'' بھکر تشریف لے گئے۔

☆☆.......☆☆

REGD. NO. SS-160

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

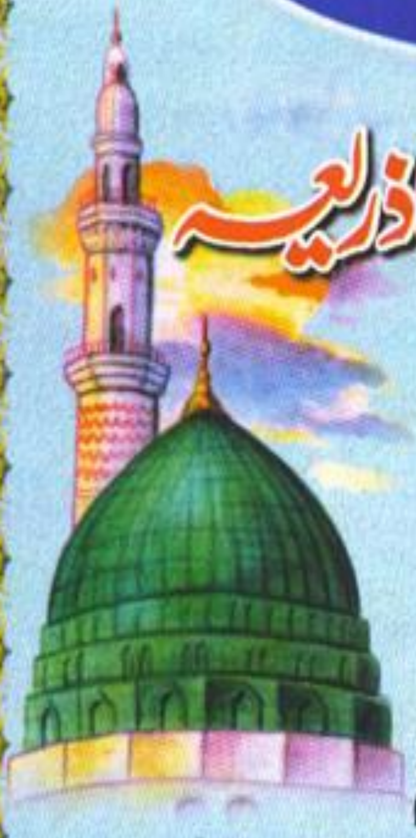

شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سد باب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے
زکوٰۃ، صدقات، خیرات، نطرہ، عطیات عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو عنایت فرمائیں

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 514122-583486 فیکس: 542277
اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان۔

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 7780337 فیکس: 7780340
اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک، بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ، مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں

نوٹ، رقوم دیتے وقت مدکی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے

اپیل کنندگان:

(مولانا) خواجہ خان محمد
امیر مرکزیہ

سید نفیس الحسینی
نائب امیر مرکزیہ

(مولانا) عزیز الرحمن
ناظم اعلیٰ